To view the Arabic text, you need to have the Traditional Arabic font on your computer.

قرآنی آیات کو بہتر طورپر دیکھنے کے لئے آپ کو عربیک ٹریڈیشنل فونٹ کو ڈاؤن لوڈ کرنا ضروری ہوگا۔

فدائے صلیب

www.noor-ul-huda
www.muhammadanism.org/urdu
August-07-2008

بسم اللہ الرحمن الرحیم

The Servant of the Cross

By

S.J. Imam Din M.A.

مصنفہ

ایس جے امام الدین ایم اے

گارڈن کالج راولپنڈی

1947

Urdu

تہدیہ

میں اپنے اس رسالے کو فدائے صلیب کے ہیرو فرزند ارجمند عالیجناب معلیٰ القاب پادری گنڈا مل صاحب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

گر قبول اُفتد زہے عِزوشرف

خادم۔مصنف

تعارف

"ایمان ہی کے سبب سے ابرہام جب بلایا گیا۔ توحکم مان کراُس پر جگہ چلا گیا ۔ جسے میراث میں لینے والا تھا"(عبرانیوں ۱۱: ۸)۔

انہوں نے ایمان ہی کے سبب سے سلطنتوں کو مغلوب کیا۔سچائی کے کام کئے۔وعدہ کی ہوئی چیزوں کو حاصل کیا۔ شیروں کے منہ بند کئے۔ آگ کی تیزی کو بجھایا۔تلوار کی دھار سے بچ نکلے۔ کمزوری میں زورآور ہوئے۔لڑائی میں بہادر بنے مشرکین کی فوجوں کو بھگادیا۔عورتوں نے اپنے مردوں کو پھر زندہ پایا۔ بعض مارکھاتے کھاتے مرگئے مگررہائی منظورنہ کی تاکہ ان کو بہتر قیامت نصیب ہو۔ بعض ٹھٹھوں میں اڑائے جانے اور کوڑے کھانے بلکہ زنجیروں میں باندھے جانے اورقید میں پڑنے سے آزمائے گئے۔ سنگسارکئے گئے ۔آرے سے چیرے گئے آزمائیش میں پڑے۔تلوار سے شہید کئے گئے ۔بھیڑوں اوربکریوں کی کھال اوڑھے ہوئے محتاجی میں ، مصیبت میں ، بدسلوکی کی حالت

میں مارے مارے پھرے۔ دنیا ان کے لائق نہ تھی، وہ جنگلوں اور پہاڑوں اور غاروں اور زمین کے گڑھوں میں آوارہ پھر ا کئے ۔ (عبرانیوں ۱۱: ۳۲تا ۳۸)۔

خدا کے ایماندار بندوں نے ہرزمانہ، ہر مُلک ہرجگہ رنج والم اورمصیبت وتکلیف کاایمان اوربہادری سے مقابلہ کیا۔ اُن کی داستانیں ہمارے لئے قابلِ نمونہ ہیں۔اورہمارے ایمان کوتقویت دینے کا ذریعہ ہیں۔ جب ان بہادروں کی گہری مشکلات اورزبردست تکالیف کا نظارہ ایک جیتی جاگتی تصویربن کرہماری آنکھوں کے سامنے آتا ہے۔ توہہل ہمارے دل دہل جاتے ہیں۔ ہم دل ہی دل میں کہتے ہیں کہ ہمارے بہادر ہیرو کواس مقام پر ضرورشکست ہوگی۔ ہم اپنے آپ کو اُس زمانہ، اُس ماحول اوراُن مشکلات میں رکھ دیکھتے ہیں اورمحسوس کرتے ہیں کہ انسان کے لئے مصیبت کی اس دلدل سے نکلنا ناممکن ہے۔ بھلاان حالات میں کمزورانسان، پُتلا نسیان کس طرح پورا اُترسکتا ہے۔

لیکن اگلی چند سطورپڑھنے کے بعدہم انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ کیونکہ ہمارا ہیرو ہرگز نہ گھبرایا۔ وہ بہادری سے ڈٹا رہا۔ اُس نے تمام جسمانی اذیتوں کی برداشت کی اورایمان کے بیش بہا اورقیمتی موتی کو نہ کھویا۔ تکلیفوں ،مصیبتوں اوردشمن کی کینہ توزیوں نے اُسے دلیربنادیا۔

پاتے نہیں جب راہ توچڑھ جاتے ہیں نالے
رُکتی ہے میری طبع توہوتی ہے رواں اور

تب اس شخص کے ایمان، اُس کی دلیری اوربہادری اورسب سے زیادہ اس غیبی طاقت اوررُوحِ پاک کےلئے (جواُسے آسمانی باپ سے ملا) ہم آقاو مولا کی تعریف اورتمجید کرتے ہیں۔ ہمارے دل ودماغ اورجسم وجان شکرگزاری کی رُوح سے معمورہوجاتے ہیں۔

پھرہمارے دل میں ایک اُمنگ پیدا ہوتی ہے کہ کاش ہم بھی ایمان میں ایسے ہی مضبوط اورراسخ ہوں اورآسمانی خوشی اورابدی شادمانی حاصل کرنے کی غرض سے دینوی مصائب کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمہ تن تیاراورکمربستہ ہوں۔

تب یکایک ہم سرجھکائے اپنے آپ کو خدا کے پاک اور مقدس تخت کے سامنے پاتے ہیں۔

چند سال گذرے ۔ جب ڈاکٹراینڈریو گارڈن کی کتاب "آور انڈیا مشن[1]" پڑھتے پڑھتے ہمارا بہت سے بہادرمشنریوں ، مبلغوں اورمبشروں سے تعارف ہوا۔ کنہیا لال کی داستان پڑھ کر دل میں خیال آیا۔ کہ بہت سے لوگوں نے لونگسٹن، گارڈن، فورمین، تھوبرن، ماریسن، جڈسن اورپینل کی بہادی کے کارناموں کوتوانگریزی ،اردو اوردوسری زبانوں میں قلمبند کیا ہے۔ لیکن اس غریب کی ہمت، جرات اورایمان کا ذکرکبھی کسی نے نہ کیا۔ قابلِ افسوس امریہ ہے۔کہ اُس کی داستان" تقویمِ پارینہ " بن کر رہ گئی ہے۔ ڈاکٹر گارڈن کے بعدکبھی کسی نے اس کہانی کونہ لکھا۔ دُور کیوں جائیں۔ یونائٹیڈ پریسبٹرین مشن کےاکثر کارندے، مبلغ اور پادری صاحبان اس ہستی سے ناواقف ہیں۔ اُنہیں یہ معلوم نہیں کہ جب اُس نے سیدنا عیسیٰ مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کیا۔ تو اُس کے ہمسائے ، دوست ، عزیز واقربا بلکہ اپنے گھر کے لوگ اُس کے دشمن بن گئے اوراُس پر وہ وہ مظالم ڈھائے جن کا ذکرپڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

اگرہندوستان کی کلیسیا کے ابتدائی مراحل کی یہ حقیقی اورخوشگوار داستان اُردو زبان میں لکھ کر مسیحیوں کے سامنے پیش کی جائے ۔ تواُن کے سوئے ہوئے ایمان کو جگانے اوربیدار کرنے کا باعث بنے گی اور بیدار مسیحیوں کے ہمت کے لئے تازیانہ کاکام دے گی۔

اس غرض کوملحوظِ خاطر رکھ کر ہم" فدائے صلیب" آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

آج اس برعظیم کے دوممالک (ہندوستان اورپاکستان) میں تقیسم ہونے اورانگریزوں کے ولایت کوسُدھارنے پر بہت سے مسیحیوں کے حوصلے پست ہوگئے ہیں۔ یہ ایمان کی کمزوری ہے۔ انگریز ہمیشہ مذہب کے معاملہ میں غیر جانبدار رہے۔ ہمارا بھروسہ اورایمان خدائے ذوالجلال پر ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے بندوں کی حمایت اورمدد کرتا ہے۔ کیا یہ شکر کا مقام نہیں کہ جب ہندو اورمسلمان (اس برعظیم کی اکثریتیں) بغض وحسد، کینہ ودشمنی اورظلم وتشدد کی وجہ سے ایک دوسرے کوقتل کرنے میں مصروف تھیں۔ جب مردو عورت اورننھے ننھے بچے چیونٹیوں

---

[1] Our India Mission

کی طرح ظلم کا شکار ہورہے تھے۔ توخداوند کریم نے اپنی اس " اقلیت" کو اپنے ،دستِ مبارک، اوردستِ غیب کی مدد سے سنبھالے رکھا۔ اسی پربس نہیں۔ نہ صرف مسیحی اس موت کے طوفان سے خود بچے، بلکہ اُنھوں نے اپنے بے پناہ عاجز ہمسایوں کوبھی بچایا۔ اُن کی یہ مدد کوئی پوشیدہ رازنہ تھی۔ بلکہ تمام عالم اس سے واقف تھا۔ آگرہ، دہلی، رہتک، انبالہ اورلدھیانہ اوردوسرے شہروں میں کتنے مسلمان مسیحیوں کی رحمدلی اورخدا ترستی کے سبب سے ملکِ عدم کونہ سدھارے، ہندو اورسکھ چاہتے تھے۔ کہ اُنہیں ذبح کرڈالیں لیکن مسیحی اُنہیں پناہ دیتے تھے۔ اُن کے لئے کیمپ ،شفاخانے اورآرام گاہیں بنارہے تھے۔

اسی طرح پاکستان میں اس اقلیت نے کتنے ہندو اورسکھوں کوموت کے گھاٹ اُترنے نہ دیا۔ خدا کی ستائش ہو۔

خدا کا دستِ شفقت کلیسیا کے سرپر رہا۔ اُس کا دستِ شفقت ہمارے سرپر ہے اوررہے گا۔

کوئی سو سال کا عرصہ ہوا۔ جب کچھ مشنری امریکہ اورانگلستان سے مسیح کی انجیل کی تبلیغ کرنے کے لئے ہندوستان میں تشریف لائے۔ یہاں مسیحیت کانام ونشان بھی نہ تھا۔ یہاں کے باشندے مسیح کا نام سن کر مسیحیت کے دشمن بن گئے۔ جب مسیحیت کا نیا پودا لگایا گیا۔ تودنیا کی طاقتوں نے طوفان، بارش، اورزبردست ہوا بن کر اس پودے کوگرانا چاہا۔ لیکن" جسے خدا رکھے اُسے کون چکھے" ۔ خدا نے اس پودے کوتمام سختیوں سے بچایا۔ اور کنہیا لال جیسے قوی اور مضبوط ایمان رکھنے والے مسیحی پیداکئے۔

ہمیں اُمیدِ کامل ہے کہ" فدائے صلیب" بہت سے مسیحی اورغیر مسیحی دوستوں کے لئے مفید ثابت ہوگی۔ غیر مسیحی مسیح کی بے پایاں محبت سے واقف ہوجائیں گے۔ اوراُنہیں یقین ہوگا کہ نجات صرف مسیح میں ہے۔ مسیح اس داستان کوپڑھ کر رُوحانی طورپر مضبوط ہونگے۔ وہ جان لینگے کہ خدا کا دستِ فضل ہروقت، ہرزمانہ اورہرملک میں ہمارے ساتھ ہے۔

فہرستِ مضامین

۱۔تعارف	
۲۔ابتدائے عشق	
۳۔ عشق میں مشکلات	
۴۔ عدالت میں چارہ کوئی	
۵۔ بچوں کا سراغ	
۶۔ ہاتھیوں کی سواری	
۷۔ جموں کی عدالت	
۸۔ حکمنامہ	
۹۔ "میں اسے لوہے کے چنے چبواؤں گا"۔	
۱۰۔پنڈت شمبھو پرشاد کے دل کا بدلنا۔	
۱۱۔ حصولِ مقصد	

اِبتدائے عِشق

(۱)

ظفروال ضلع سیالکوٹ سے دوڈھائی میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں جندراناں ہے۔ پنجات کی کلیسیائی تواریخ میں اس گاؤں کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ کیونکہ یہ چھوٹی سے جگہ مردم خیز خطہ ثابت ہوئی ہے۔ یہاں سے بہت سے مسیحی لیڈر اوررہنما نکلے ہیں۔ جن پر ہمیں فخر اورناز ہے۔

مُدتوں سے یہاں میگھوں کی آبادی تھی۔ جوکھیتی باڑی کرتے تھے۔ جنہیں روحانی بھوک اور پیاس تھی۔ مبارک ہیں وہ جوراستبازی کے بھوکے اورپیاسے ہیں کیونکہ وہ آسودہ ہونگے۔(متی ۵:۶)۔

خدا نے اُن کوآسودہ کیا۔ اُنکی پیاس بجھائی مسیح چشمہ حیرت ہے۔ وہ اُس کے پاس آئے اورحقیقی آرام پایا۔

اس اجمال کی تفصیل یوں ہے:

انیسویں صدی کے وسط میں ایک شخص مستان سنگھ کے سپر گُرو ہونے کا بھوت سوار ہوا۔ وہ پھرتے پھراتے اِس گاؤں میں آدھمکا۔ یہاں کے نمبردار رام اوردوسرے میگھوں نے اُس کی خوب خاطر ومدارت کی۔ اٹھارہ ماہ تک یہ اُن کے ہاں رہا۔ اورخوب ترنوالے کھائے۔ لیکن افسوس، میگھ روحانی بھوک رکھتے تھے۔ اُس نے اُنہیں پتھردئیے۔ وہ مچھلی چاہتے تھے۔ مستان سنگھ نے سانپ دئیے۔ اُس نے اُنہیں مندرجہ ذیل تعلیم دی:

۱۔ اسلام اورہندومت میں نجات نہیں۔

۲۔ دنیا مادہ سے بنی ہے ۔ مرنے کے بعد اربعہ عناصر نیست ہوجائیں گے۔

۳۔ آج تک کسی شخص نے خدا کونہیں دیکھا اورنہ وہ کسی کوکبھی نظر آئے گا۔ کیونکہ اُس کی ہستی ہی نہیں ہے۔

لوگ یہ تعلیم سنتے رہے اورآخرکاراُنہوں نے کہاکہ ہنُدو اورمسلمان مذاہب کے بارہ میں جوکچھ آپ نے فرمایا ہے ۔ ہمیں اس سے اتفاق ہے۔ لیکن مادہ اورخدا کے بارے میں آپ ہمیں غلط تعلیم دے رہے ہیں۔ لہذا آپ یہاں سے تشریف لے جائیے۔

سردی کا موسم تھا۔ نیشکر کی فصل تیار تھی۔ کسان لوگ گنے کا رس نکال کرگڑ اورشکر بنارہے تھے کہ ایک غریب مسیحی مناد بنام جواہر مسیح ،مسیح کی بشارت دیتا ہوا یہاں آپہنچا۔ کسانوں کا یہ گروہ دیکھ کراُس نے جزدان سے انجیل مقدس نکال کر مرقس کا پہلا باب پڑھنا شروع کیا۔ پھریوحنا بپتسمہ دینے والے کی گواہی اورمسیح کی نجات کی خوشخبری پیش کی۔ یہ ایک نئی تعلیم تھی اوراُنہوں نے بہت غور سے سنی۔

وہ لوگ شام کواُسے اپنے گاؤں میں لے گئے اس خوشخبری سے وہ کچھ ایسے متاثر ہوئے کہ کئی رات تک نہ توخود سوئے اور نہ ہی جواہر مسیح کوسونے دیا۔وہ یہ کہتے رہے کہ ازراہِ مہرآپ ہمیں اس نجات دہندہ کی زندگی کے حالات اورتعلیم کے بارے میں بالتفصیل بتائیے۔ یہ باتیں کیسی دلچسپ اورشیریں ہیں۔

چند ہفتوں کے بعدجواہر مسیح پادری جارج ڈبلیو سکاٹ صاحب کو اپنے ساتھ لے کر اسی گاؤں میں آیا۔ ان دنوں

وہاں ایک شادی ہورہی تھی۔ پادری سکاٹ صاحب نے ان تمام لوگوں کو مسیح کے بارے میں اورزیادہ بتایا۔ یہاں میگھوں کے پچیس خاندان تھے۔ جن کے سب افراد آدمی،عورتیں اوربچے اسی اشخاص پر مشتمل تھے۔ یہ سب سیدنا مسیح پر ایمان لائے اور انہوں نے فیصلہ کرلیا کہ وہ جلد بپتمسہ پائیں گے۔

(۲)

یہ خبر اردگرد کے دیہاتوں میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ مسلمان زمیندار غصہ کی آگ سے بھڑک اٹھے۔ انہوں نے میگھ برداری کے تمام شرکا کوبہت ڈرایا اوردھمکایا۔ اورمیگھوں نے ان کے ڈرکے مارے مسیح کو قبول کرنے سے انکارکردیا۔ لیکن فقیرا اورپپو نے باقی اشخاص کے ساتھ اتفاق نہ کیا۔ان کی برداری کے شرکا اوردوسرے لوگوں نے اُنہیں خوب مارا اورپیٹا پپوکو سخت ضربیں لگیں اوربیچارا چھ ماہ تک سخت بیماررہا۔آس پاس کے گاؤں کے زیراثرِ باقی میگھ بھی ان دوشخصوں سے دشمنی کرنے لگے۔اُنہوں نے حقہ پانی بند کرنے دھمکی دی۔ اس ظلم وجبر کودیکھ کر فقیرا نے بھی مسیح مذہب اختیارکرنے کا خیال ترک کردیا اوربیچارا پپو اکیلا رہ گیا۔ اُسے برداری کے کنوئیں سے پانی بھرنے کی اجازت نہیں تھی۔ یہ غریب گاؤں کے کچے تلاب (چھپڑ) کا گندہ پانی پیتا تھا۔ لوگوں نے اس سے بات چیت کرنا بند کردیا۔ جب کبھی کسی سے ملتا توسوائے طنع وتشنیع اورگالی گلوچ کے اورکچھ نہ سنتا۔ اُسے یوں معلوم ہواکہ اس دنیا کے تمام لوگ اس کے خلاف ہتھیار بند ہیں موسم گرما ۱۸۶۶ء میں نودن متواتر بیماررہنے کے بعد وہ اپنے آقا ومولا سیدنا عیسیٰ میں ہمیشہ کے آرام کی نیند سوگیا۔ اوراب اُسے کوئی ستا نہیں سکتا تھا۔ اس نے مسیح کی خاطر تمام مصیبتیں برداشت کیں۔ جان پر کھیل گیا۔ لیکن اپنے منجئی کے دامن کو نہ چھوڑا۔

"جان دینے تک بھی وفادار رہ تومیں تجھے زندگی کا تاج دونگا" (مکاشفہ ۲: ۱۰)۔

پپو نے مرتے وقت اپنی بیوی اوربال بچے اپنے چھوٹے بھائی بھجن کے سپردکئے۔مرتے وقت اُسے مسیح کی بے غرضانہ محبت اورحقیقی نجات کا پیغام دیا اوریہ کہا۔ میرے عزیز بھائی میں نے صداقت اورراستبازی کا دامن نہ چھوڑا۔ اس بات کا

بھجن پر بہت اثرا ہوا۔ چند دنوں کے بعد پادری سکاٹ صاحب جب اپنے دورے پر آئے تو بھجن سے پپو کی خیریت کا حال پوچھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے اور اُس نے یہ کہا۔ پادری صاحب پپوتومرچکا ہے ۔ پھر اُس نے یہ بھی کہا کہ میں نے مسیح پر ایمان لانے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ میں اپنے کھیت میں بیج بونے کے بعد سیالکوٹ آؤں گا۔ اُس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اورپادری صاحب اُسے مل کر بہت خوش ہوئے۔ عدیم الفرصتی کی وجہ سے جلد ہی بھجن کواپنے گاؤں میں واپس آنا پڑا۔

چند عرصہ کے بعد وہ پھر پادری سکاٹ صاحب کوملنے کے لئے گیا۔ اس فعہ اپنے گاؤں کے نمبردارم کے فرزند کنہیا لال کوبھی اپنے ساتھ لے گیا۔

(۳)

بھجن اورکھنیالال علیٰ الصبح اپنے گاؤں سے روانہ ہوکر سیالکوٹ پہنچے۔ منزل مقصود پر پہنچنے کے وقت تھک کر چور ہوچکے تھے۔ کیونکہ صبح تھوڑا سا ناشتہ کرکے روانہ ہوئے تھے۔

یہاں پہنچ کر اُنہیں یہ معلوم ہواکہ پادری سکاٹ صاحب سمبڑیال دورہ پر گئے ہیں۔ سمبڑیال سیالکوٹ سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ لگے دن صبح سویرے سیالکوٹ سے چل کر سمبڑیال کا رُخ کیا۔ یہاں پادری صاحب کی بہت تلاش کی۔ لیکن کوئی نام ونشان نہ پایا۔ آخرایک شخص نے کہا تمہیں پادری صاحب سے کیا کام۔ کیاتم کرانی (مسیحیوں کو بعض لوگ طنزاً کرانی کہتے تھے) بننا چاہتے ہو؟ تمہیں پادری صاحب سے ملنے کا کیامطلب ہے؟ اُسے کیوں ڈھونڈھتے ہو؟ خیردورانِ جستجو میں اُنہیں یہ معلوم ہوا کہ ایک دن پہلے پادری صاحب وزیرآباد کوچلے گئے تھے۔ وزیر آباد پہنچ کر اُن کا وہی حال ہوا جوسیالکوٹ اورسٹمبریال میں ہوا تھا۔

اب اُن کی آنتیں قل ہو اللہ پڑھ رہی تھیں۔ ایک دوکا سے کچھ کھانا خرید کرکھایا۔ وہ بالکل حیران وپریشان تھے کے کیا کریں۔

اسی اثناء میں اُنہیں یادآیا کہ پادری صاحب نے ایک دفعہ یہ کہا تھاکہ میرے بھائی پادری سوفٹ صاحب گوجرانوالہ میں رہتے ہیں۔ گوجرانوالہ یہا ں سے بیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہ

گوجرانواله کوروانه ہوگئے۔ جب گھکڑ پہنچے تورات ہوگئی۔ بازار سے کچھ آٹا خریدا جوایک بڑھایا عورت سے پکوایا۔ تب ان دوتھکے ماندے مسافروں نے اپنے تنوِ شکم کوگرم کیا۔ رات کو زمین پر سورہے صبح سویرے ہی اٹھ کرگوجرانواله کا رُخ کیا اورجب وہاں پہنچے توافسوس که اُن کا دوست وہاں بھی نه تھا وہ ڈسکه روانه ہوچکا تھا۔ جب ڈسکه ہوتے ہوئے وہ کوئی چارمیل آگے نکل گئے توانہیں پادری صاحب کا کیمپ نظرآیا۔ جسے دیکھ کروہ بہت خوش ہوئے۔ پھرچند دن ان کے ساتھ دورہ کرتے ہوئے سیالکوٹ آئے۔

ان دوشخصوں کی متواتر غیر حاضری کے باعث عزیز واقارب کا ماتھ ٹھنکا۔ جب اُنہوں نے اپنے دوست ورُفقا سے یه ماجرا بیان کیا که تمام گاؤں میں ہلچل مچ گئی۔ سب لوگ کہنے لگے که ہو نه ہو دال میں کچھ کا لا ضرور ہے۔ وہ سیالکوٹ میں پادری سکاٹ صاحب کے پاس گئے ہونگے۔

اہلِ دیہات نے تین معتبر شخصوں کوسیالکوٹ بھیجا۔اُن میں سے ایک گاؤں کا نمبردار دلا یا تھا۔ جونہایت سخت دل اور مسیحیت کا سخت دشمن تھا۔فقیرا اورجوالا بھی ویسے ہی مسیحیوں کے بیری تھے۔ برادری کے شُرکا نے ان کو تاکید کی تھی که سختی ونرمی محبت اورجبر سے جس طرح بن پڑے بھجن اور کہنیا لال کوگا ؤں میں ضرورواپس لے آئیں۔

سیالکوٹ میں آکر اوّل تواُنہوں نے دلائل وبُراہین سے کام لیا۔ لیکن منه کی کھائی ۔ پھرمنت وسماجت کی اپنی پگڑیاں اتارکر اورہاتھ جوڑکران کے پاؤں پرگرپڑے اوریه کہا که

"تم اپنے والدین، اپنی برادری اوراہلِ دیہات کونه چھوڑو"۔ تمہاری جدائی تمہارے والدین پر شاق ہے۔ان کا دل پھٹ گیا ہے۔ وہ زارزاررورہے ہیں اورکسی طرح بھی چین نہیں پاتے۔ کیا تم اتنے ظالم ہو که تمہیں اپنے باپ، بھائی بہنوں اوربال بچوں پرکچھ ترس نہیں آتا۔ یوں معلوم ہوتا ہے که تمہارے دل پتھر کے دل ہیں"۔

اس وقت پادری جارج واشنگٹن سکاٹ اور باقی تمام مسیحی ایک اورکمرہ میں ان دومتلاشیوں کے لئے نہایت عجزوانکساری سے دعا مانگ رہے تھے که خداوند کریم اُنہیں

استقلال اورثابت قدمی کی برکت سے مالا مال کرے۔ اُن کی دعائیں مستجاب ہوئیں۔ اوران تینوں آدمیوں کا جادوکارگر نہ ہوا۔ اورچند دنوں کے بعد بھجن اورکنہیالال کی درخواست پر نومبر ۱۸۶۶ء کے ایک دن اُنہیں اصطباغ دیا گیا اوراس طرح اِن حق کے متلاشیوں نے اپنی جستجو کے بعد ایمان اورفضل کی بے بہا دولت پاکرسیدنا مسیح کا برملا اقرارکیا۔

عِشق میں مُشکلات

(۱)

اصطباغ پانے کے تین ماہ بعد پادری سکاٹ صاحب کنہیا لال اوربھجن کواپنے ساتھ لے کر ظفروال منادی کرنے کے لئے گئے۔ ظفروال کے گردونواح جندراناں اورنواں پنڈ کے لوگوں میں خبر مشہور ہوگئی کہ یہ دواشخاص جنہوںنے اپنے آباؤ اجداد کا مذہب چھوڑکر مسیحی دین اختیارکرلیا ہے۔ یہاں آئے ہیں آس پاس کے ہُندو اورمسلمان ان کے کیمپ کے اردگرد آموجود ہوئے۔ ان دونو مُرید مسیحیوں کے ماں باپ سرپر راکھ ڈال کر چھاتی پیٹتے اورروتے ہوئے وہاں آئے۔ یہ ایک عجیب سماں تھا۔ وہ چھاتی پیٹ پیٹ کر کہہ رہے تھے کہ مسیحی مذہب کا انکار کرواورہمارے پاس واپس چلے آؤ۔ تم ہمارے عزیز ہو ہم پر رحم کرواورواپس لوٹ آؤ۔ ورنہ ہم ابھی تمہارے سامنے جان پر کھیل جائیں گے۔ تماشائی جن کو مسیحیت سے ہمدردری نہ تھی ۔ غصہ سے لال پیلے ہورہے تھے ۔

ان دوصلیب کے شیدائیوں نے آگے بڑھ کر نہایت نرمی سے اپنے ماں باپ سے یوں کلام کیا کہ عزیز والدین ہم آپ کے وفادار اورفرمانبردار فرزند ہیں۔ ہمارے دل میں آپ کے لئے محبت کا سمندرموج زن ہے اورہم اُس محبت سے مجبورہوکر آپ کویہ بتاتے ہیں کہ سیدنا مسیح نے ہماری رُوحوں کو حقیقی خوشی اورہمارے دل کوآرام اورچین دیا ہے۔ سوآپ بھی ہمارے ساتھ شامل ہوجائیں۔ مسیح آپ سے بھی مخاطب ہوکر کہہ رہا ہے کہ " اے محنت اٹھانے والواوربوجھ سے دبے ہوئے لوگو سب میرے پاس آؤ۔ میں تم کوآرام دوں گا" (متی ۱۱: ۲۸)۔

بعد ازاں والدین اورعزیز واقارب نے اُنہیں الگ لے جاکر سمجھانا شروع کیا۔ لیکن عبث، تب دیالا نے جو کنہیا لال کے باپ کی طرح نمبردار تھا اُنہیں اپنی سفید داڑھی دکھائی اور اپنی پگڑی اُتارکراُن کے پاؤں میں ڈال دی۔وہ پیچھے ہٹ گئے۔ دیالا نے کہا " کیا تم پتھر کے بنے ہو"۔ لیکن ان الفاظ کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اتنے میں کنہیالال کی بیوی، دولڑکیاں اورتین لڑکے روتے پیٹتے سامنے آئے۔ بچوں نے کہا۔ "پتا جی واپس گھر میں آجاؤ۔ ہم روزآپ کا انتظارکرتے ہیں۔انتظارکرتے کرتے ہماری آنکھیں بھی پتھرا گئی ہیں۔"بیوی نے کہا" بابوجی۔ ان چھوٹے چھوٹے خوبصورت اورپیارے بچوں کاواسطہ دے کرمیں مِنت کرتی ہوں کہ آپ اپنے گھر میں واپس آجائیں "۔ کنہیا لال نے کہا۔ میری عزیز دھرم پتنی۔ یہ گلاب سے پیارے پیارے بچے مجھے بھی بہت عزیز ہیں۔ میں اپنے گھر میں اِن بچوں کے ساتھ رہنا چاہتاہوں۔ اوراُن کی پرورش اوردیکھ بھال کرنا چاہتاہوں ۔ میں واپس آنے کوتیارہوں۔ بشرطیکہ تم مجھے مسیحی رہنے دو۔ اورمیری تبدیلی مذہب کو قابلِ اعتراض خیال نہ کرو۔ جب لوگوں نے یہ نظارہ دیکھا اوریہ گفتگو سُنی تواُنکی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی اوریکے بعد دیگرے سب نے اپنے گھرکی راہ لی۔

لگے اتوارصبح کی نماز کے بعد کنہیا لال بھجن کواپنے ساتھ لے کر گھر میں بیوی بال بچوں کوملنے کے لئے گیا اس نے اپنی بیوی سے کہا۔ تم ہرگزیہ خیال نہ کرو۔ کہ میں اپنے گھر کوچھوڑنا چاہتاہوں یا یہ کہ میری تم سے اوراِن بچوں سے محبت کم ہوگئی ہے۔ نہیں! مجھے تم سب سے بہت محبت ہے۔ میں واپس آکراس

گھر میں رہنا چاہتا ہوں۔ لیکن آشکارا طورپر پر مسیحی کہلانا چاہتا ہوں کیا تمہیں کچھ اعتراض ہے؟

اتنے میں گاؤں کے لوگوں میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ کنہیا لال اپنے گھر میں آگیا ہے۔میاں بیوی باتیں کرہی رہے تھے کہ نمبرداردیالا اورنمبرداراحسن خاں ایک بڑی بھیڑ کے ساتھ وہاں آموجود ہوئے۔ وہ تو پہلے ہی بھرے بیٹھے تھے نہ آؤ دیکھانہ تاؤ کنہیالا ل اوربھجن کوخوب زدوکوب کیا۔ اُنہیں جوُتیوں سے مارا اُن کے کپڑے پھاڑڈالے اورکہا کہ تمہیں کس طرح اس گاؤں میں آنے کی جرات ہوئی۔ خبردار پھرکبھی یہاں قدم نہ رکھنا۔ جب کنہیالال کے باپ رام اوربھجن کے باپ دیوان چند نے یہ سماں دیکھا تواُن سے نہ رہا گیا۔ وہ اس بدسلوکی سے سخت ناراض ہوئے۔ اوردونو نمبرداروں سے الجھ پڑے۔ پھرتو اُنہیں لینے کے دینے پڑگئے اورسرپر پاؤں رکھ کر بھاگنے میں ہی اپنی سلامتی سمجھی۔

پادری سکاٹ صاحب کے لئے ان دونو کی سلامتی کا سوال نہایت اہم سوال تھا۔ اُنہوں نے اس ظلم وتشدد ی خبرحُکامِ اعلیٰ تک پہنچادی ۔ ان ظالموں کوکچہری میں بلایا گیا۔ جہاں اُنہوں نے اپنے قصور کا اعتراف کیا۔ اورمعافی مانگی۔ نمبردار حسن خاں کودوسوروپیہ جرمانہ بھی ہوا۔

اب کنہیا لال اوربھجن اپنے گاؤں میں مُنادی کے لئے جایا کرتے تھے۔ وہ اپنے گھروں میں جاکر عزیزوں کوملتے رہے۔ ایک دن پچیس آدمیوں نے ایک جگہ جمع ہوکر یہ فیصلہ کیاکہ ان دوشخصوں کوہرگز اپنے گاؤں میں داخل نہ ہونے دیں۔ اس فیصلہ سے اُنہیں بھی مطلع کیا گیا اورتاکیداً کہا گیا کہ اپنے خاندان اور دوسرے لوگوں کے پاس آکر تبلیغ مت کرو۔ اگرتم ہمارے فیصلہ کے خلاف چلوگے توہم تمہیں خوب پیٹیں گے اوربدمعاشوں کوروپیہ دے کرچوری کا الزام لگاکر تمہارے خلاف کچہری میں استغاثہ پیش کریں گے۔

(۲)

بھجن کواپنی بیوی سے بہت محبت تھی۔ بیاہ کے ایک ہفتہ بعد تک وہ اپنے خاوند کے گھرپررہی۔ بپتسمہ پانے سے پہلے بھجن نے اُسے اپنے گھر پر لانے کی کوشش کی۔لیکن سُسرا نے پس

وپیش کی اور ساتھ نہ بھیجا۔ اُنہی دنوں جب یہ لوگ ظفروال گئے تھے پاس کے ایک گاؤں باجو کے چک میں ایک شادی ہونے والی تھی۔ شادی کے موقع پر سب برداری جمع ہوا کرتی تھی۔ سوپختہ اُمید تھی کہ بھجن کی بیوی بھی باقی رشتہ داروں کے ساتھ وہاں آئے گی۔ پادری سکاٹ اوردُوسرے اصحاب نے سوچا کہ اشاعت مسیحیت کیلئے یہ سنہری موقع ہے۔ سو اُنہوں نے وہاں جاکر مسیح کی منادی کی کچھ دیر کے بعد بھجن کی ساس نے پادری صاحب سے کہا کہ ہم ان دونو مُردیوں کوتنہائی میں ملنا چاہتے ہیں۔ پادری صاحب کو اُن کے مضبوط ایمان پر بھروسہ تھا۔ وہ اُنہیں اس پارٹی میں چھوڑکر ظفروال چلے گئے ساس نے پہلے ان دونوں کوبڑی محبت اورخندہ پیشانی سے کھانا کھلایا۔ جب کھانا کھاکر سیر ہوگئے ہیں تواِدھر اُدھر کی باتیں کیں۔ پھر تبدیلی مذہب کے بارہ میں گفتگو شروع کی اوریہ کہا کہ عزیز بیٹو! اپنی غلطی سے پھرو۔ اوراپنے باپ دادوں کے دھرم میں واپس آجاؤ۔ ابھی یہ باتیں ہورہی تھیں کہ پنچایت کے پردھان نے وہاں آکر غلیظ گالیاں دینا شروع کردیں اورللکارکر بھجن کی ساس کو کہا کہ تم ان لوگوں کو یہاں لاکر ہمارے مذہب کو پلید کررہی ہو۔ ساس پھوٹ پھوٹ کر روئی اور کہا کہ اے میرے داماد بھجن تمہاری خاطر مجھے بھی ذلیل وخوارکیا جارہا ہے۔ کاش کہ تم پیدا ہی نہ ہوتے یا بچپن میں مرجاتے تویہ نوبت نہ پہنچتی۔ میں اورمیری لختِ جگر تمہاری بیوی گلابی کویہ شرم نہ اٹھانا پڑی۔ یہ کیسا مذہب ہے کہ باپ بیٹے، خاوند بیوی اوربھائی بہن کوپھاڑکر رکھ دیتا ہے۔ اس پر بھجن کا دل پگھل گیا اوروہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کسی نے آکر اُنہیں ایک سازش کا پتہ دیاکہ ایک بہت بڑی بھیڑ اُن پر حملہ کرنے کی غرض سے آرہی ہے۔ ساس نے اِن نومریدوں کو کہا کہ جتنی جلدی ہوسکے یہاں سے بھاگ کر اپنی جان بچاؤ۔ یہ بیچارے بھاگ کر پاس کے گاؤں ساہووال میں چلے گئے۔ وہاں اُن کے کچھ پُرانے دوست تھے۔ اُن کا خیال تھاکہ وہاں پناہ ملے گی۔ لیکن اب تو" ایں زمین را آسمانِ دگراست" والا معاملہ تھا۔ لوگ اُن کے اردگرد جمع ہوگئے اورلعنت برسانے لگے۔ کئی شخصوں نے دلائل سے سمجھانا چاہا۔ بعضوں نے آوازکسے اور کہا کہ تم اپنی حماقت اورجہالت کے باعث یہ ذلت اٹھارہے ہو۔ تم کیوں اس نئے مذہب سے ہاتھ

نہیں دھوتے۔ ابھی یہ لے دے ہورہی تھی کہ ایک بھین اردڑا کی سرکردگی میں وہاں آپہنچی ۔ اِس بھیڑ میں تھوڑے لوگ اُن کے رشتہ دار اور عزیز واقارب تھے۔ وہ اُن کے خیر خواہ تھے اورسختی اورظلم کے مخالف ،بعض اُن کے دشمن تھے۔ اوربعض تماشائی تھے۔ جوگھاس کے تنکے کی طرح ہوا کے رُخ اُڑنے والے تھے۔

اردڑا نے اس گھر میں پہنچ کر چھٹتے ہی گھر کے لوگوں سے کہا کہ اِن بے دھرم لوگوں کو پناہ دینا شروع کی بات ہے۔ ایسی شرم اٹھانے سے مرجانا بہتر ہے۔ چُلو بھر پانی میں ڈوب مرو، تم نے اپنی برادری کی ناک کٹوادی ہے۔ پھر اردگرد کے لوگوں سے بلند آواز سے اپیل کی کہ آؤ ہم ان دو ذلیل شخصوں کومذہب بدلنے کا مزہ چکھائیں ۔

گھر کی مالکہ یہ لعنت ملامت سن کر غصہ میں آگئی۔ اور اردڑا پربرس پڑی اورکہا ۔ تم اس بڑی بھیڑ کو لیکر میرے گھر پر حملہ آوار ہوئے ہو۔ اگرتم نے ہاتھ اٹھایا اورکچھ کشت وخون ہوا تومیں تمہیں سرکار کے حوالہ کرونگی۔ اروڑا نے اس عورت کی بھی بے عزتی کی۔ اس پراُس کے بیٹے کوماں کی بے عزتی ہوتے دیکھ کر غصہ آیا اور اروڑا سے الجھنے لگا۔اروڑا نے کہا۔ میں جانتاہوں۔ تم بھی کرانی (مسیح) ہو۔ جاؤ سرکار کوبلا لاؤ۔ دیکھیں تمہاری سرکار کیا کرسکتی ہے۔ تم کرانی ہو اورسرکار کے ایجنٹ ہو۔

بیٹے کویہ ساری باتیں سن کر اشتعال آگیا۔ اُس نے اروڑا پر حملہ کیا۔ بھجن اورکنہیا لال یہ شوروغل سن رہے تھے۔ اُنہیں معلوم تھاکہ یہ لوگ ہمارے خون کے پیاسے ہیں۔ مصیبت کے وقت خدا یا دآتا ہے۔ اُنہوں نے خدا کے حضورمیں گڑگڑا کردُعا کی اوریہ کہا کہ اے خدا تُونے دانی ایل کوشیروں کے مُنہ سے بچایا۔ ہمیں بھی بچالے۔ لیکن ہماری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو، باہر قیامت کا سماں تھا۔ شور ہی شور تھا کہ اس افراتفری میں کسی نے ان کے کمرہ کی زنجیر باہر سے کھول دی اور وہ موقع کوغنیمت جان کر بھاگ نکلے اوراپنے کیمپ میں پادری سکاٹ صاحب کے ہاں آکر دم لیا اوراُسے اِس سارے واقعہ سے آگاہ کیا۔

(۳)

بھجن نہایت ہی وفادار خاوند تھا۔ اُسے ہر وقت اپنی بیوی گلابی کی یاد ستاتی تھی۔ اُسے بڑی آروزتھی کہ گلابی کو اپنے پاس لاکر نجات بخش پیغام سنائے۔ سواپریل ۱۸۶۷ء کے ایک دن وہ پادری سکاٹ صاحب اورکنہیا لال کے ساتھ اپنے سسرا باریاں کوروانہ ہوا۔ یہ سب لوگ دھرم سالہ میں اُترے۔ اتفاق سے اس وقت گلابی کا باپ دھرم سالہ کے باہر کھڈی پر کپڑا بُن رہا تھا۔ پادری سکاٹ نے بھجن کوساتھ لے جاکر اورآگے بڑھ کر سلام کیا۔ اِس شخص نے سلام کا جواب تودیا۔ لیکن بھجن کی طرف نہ دیکھا۔ تب پادری صاحب نے کہا۔ کیا تم اس شخص کو نہیں پہچانتے ۔ یہ تمہارا داماد بھجن ہے۔ اُس نے بھجن کی طرف دیکھے بغیر کہا وہ تومرگیا ہے۔ اُسنے ہمارے مذہب کو چھوڑدیا ہے۔ اگروہ ہمارا داماد ہوتا توہمارے مذہب کو نہ چھوڑتا اوراکیلا ہمارے ہاں آتا۔ اُس نے پرماتما کوچھوڑدیا ہے۔بھجن نے کہا۔ میں نے پرماتما کوچھوڑا نہیں بلکہ میں اس کی پرستش روح اور راستی سے کرتاہوں ۔ اورمیں تمہارا تابعدارداماد ہوں۔

شام کو بھجن اپنے سسرال کے گھر گیا۔ اس وقت خاندان کے تمام ممبران صحن میں بیٹھے ہوئے تھے اُنہوں نے اُسے خوش آمدید نہ کہا۔ اورجب بھجن نے جھک کر سلام کیا تو کوئی جواب نہ پایا۔ کچھ دیر خاموشی طاری رہی۔ اس خاموشی کوگلابی کی پھوپھی نے توڑا اوریہ کہا کہ اے بے شرم بھجن تجھے کس نے اجازت دی کہ اس گھر میں قدم رکھے۔ تونے اس گھر کو پلید کردیا ہے ۔ پھرگالیوں کی بوچھاڑدی۔ اتنے میں ایک ہمسایہ بھی وہاں آوارد ہوااوریہ کہا کہ تم اس ملیچھ کواپنے گھر سے دھکے دے کر کیوں نہیں نکالتے۔پھربھجن کی طرف مُنہ کرکے کہا۔ فوراً اِس گھر سے باہر نکل جاؤ۔

بھجن نے کہا۔ ازارہِ مہر میری بات توسن لو۔ میں نے کیا پاپ یا گناہ کیا ہے جواتنی سختی سے پیش آرہے ہو۔ میں تمہارا بیٹا ہوں ۔ تمہارے درمیان اورتمہارے ساتھ رہوں گا۔ لیکن اپنے پیارے نجات دہندہ سیدنا مسیح سے انکارنہیں کرسکتا۔

تب اس کی ساس نے اپنے گلے میں رسی ڈالی اوربھجن کے قدموں پر گرپڑی اورکہا" بیٹا اپنے باپ ،اپنی ماں، بیوی اورسسرا پر

رحم کرو۔ ہم تم پر کوئی جرمانہ نہیں کرتے۔ تمہیں کوئی سزا نہ دیں گے۔ تمہیں یہ نہیں کہتے کہ کوئی تاوان دویا گنگااشنان کے لئے جاؤ۔ صرف ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم اس نئے مذہب کو چھوڑدو۔ اگرتم اپنی ہٹ پر قائم رہنا چاہتے ہوتواس رسی کو کھینچ کر میرا گلا گھونٹ دو۔ کیونکہ اس شرم اٹھانے سے ہمارے لئے یہ بہتر ہے کہ چُلو بھر پانی میں ڈوب مریں"۔ بھجن کے دل میں اپنی ساس کے لئے بہت محبت اورعزت تھی۔ اس اپیل پر وہ بڑی شش وپنج میں تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا کرے۔ اس کا دل نرم ہوگیا۔ لیکن یہ شیطان کا ایک طریقہ تھا۔ کہ اُسے راہِ راست سے بھٹکا دے۔ بھجن نے کہا کہ آپ میرے سرکوکاٹ دیں۔ لیکن میں مسیح سے انکار نہیں کرسکتا۔ جب گھر کے لوگوں اور ہمسایوں نے اُس کی ثابت قدمی ،استقلال اورایمان کی مضبوطی دیکھی توچھوٹے ہتھیاروں یعنی گالی گلوچ پر اُتر آئے۔ پھرچند ایک نے اُسے دھکے دے دے کرپہلے گھر سے اورپھر گاؤں سے باہر نکال دیا۔

"جب میرے سبب سے لوگ تم کولعن طعن کرینگے اورستائیں گے اورہر طرح کی بُری باتیں تمہاری نسبت ناحق کہیں گے توتم مبارک ہوگے۔ خوشی کرنا اورنہایت شادمان ہونا کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے"۔متی ۵: ۱۱تا ۱۲۔

اِدھر کنہیالال اپنی بیوی اورپیارے پیارے بچوں کے فراق میں بے حال ہورہا تھا۔ اُس کی دلی خواہش تھی کہ اپنے خاندان کے ساتھ رہ کر خوشی کی زندگی بسر کرے۔ ایک رات اُس نے کوشش کی کہ اپنی بیوی کے پاس جاکر اپنی آرزو ظاہر کرے۔ لیکن راستہ میں دوآدمی گھات میں بیٹھے رہتے تھے۔ تاکہ اگروہ کسی رات کوگھر میں آئے۔ تواُسے پکڑلیں۔

اب جو کنہیا لال اپنی بیوی کوملنے جارہا تھا۔ اِن موذیوں نے اُسے پکڑلیا۔ اوریہ کہا کہ ہم تم پر چوری کا الزام لگا کرکچہری میں دعویٰ کریں گے۔ دیکھیں گے کہ تمہارا مسیح کس طرح تمہیں بچاتا ہے ۔ کنہیا بہت مضبوط اورطاقتورآدمی تھا۔ اُس نے اپنے آپ کو اُن کے پنجہ سے چھڑا کر کہا کہ جس نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔ اُسے حسن خاں کی طرح سرکارضرورسزا دے گی۔

بھجن کے والدین بہت بوڑھے تھے۔ اُس کی بیوی اپنے ماں باپ کے گھر پر تھی۔ اوراس لئے اُن کی مدد نہیں کرسکتی تھی۔ وہ مالی اوراقتصادی طورپر کمزورتھے لیکن کنہیا لال کا باپ ایک امیر نمبردار تھا۔ اس کی بیوی ایک بارُعب عورت تھی۔ اُس کے پانچ بچے تھے۔ لہذا گاؤں کے لوگ نہیں چاہتے تھے کہ وہ گاؤں میں داخل ہو۔ بھجن کی آمدورفت کی وہ چنداں پرواہ نہیں کرتے تھے۔ ایک رات بھجن کنہیالال کی بیوی کوسکاٹ گڑھ میں لے آیا۔ بیوی اورخاوند کی ملاقات ہوئی۔ بیوی نے کہا کہ تم اپنے مذہب پر بے شک کا ربند رہو۔ جوچاہو کرو۔ لیکن لوگوں کے سامنے مسیحی ہونے کا اقرارنہ کرو۔ بلکہ یہ کہو کہ میں اپنے پُرانے مذہب پر قائم ہوں۔ اس صورت میں مجھے تمہارے ساتھ رہنے میں کچھ اعتراض نہیں۔لیکن خاوند نے کہا۔ اے عزیز رفیقہ حیات مجھے تمہارے اوراپنے بال بچوں کے ساتھ رہنے کی ازحدآرزوہے۔ پر چپ رہنا اوراپنے منجی کا اقرارنہ کرنا، انکارکرنے کے برابر ہے۔ تم میرے ساتھ رہو۔ لیکن مجھے اپنے ایمان کا اقرارکرنے سے نہ روکو۔بیوی نے کہا۔ مجھے یہ شرط منظورنہیں ۔ میں یہ بدنامی کا کلنک لینے کو تیارنہیں۔ تمام گاؤں میرے برخلاف ہوجائے گا۔ لہذا وہ ٹھنڈی آہیں بھرتی ہوئی وہاں سے رات کے پردے میں چھپ کراپنے گھر میں واپس چلی آئی۔اوربستر پر لیٹ گئی۔ اُس کے دماغ میں قسم قسم کے خیال آتے رہے۔ اورباقی رات کروٹیں لیتے ہی گذری ۔

نیند کوبھی نیند آجاتی ہے تیرے دھیان میں
آپ سوجاتی ہے مجھ کو دیکھ کربیدارنیند

کنہیا لال کی بیوی سکاٹ گڑھ سے صرف ایک میل کے فاصلہ پر رہا کرتی تھی۔ لیکن خاوند نے تین ماہ تک اس گاؤں میں جانے کی جرات نہ کی اورنہ ہی کوئی پیغام آیا۔ دشمنوں نے بیوی اورلڑکوں کے کان کنہیالال کے خلاف بھرنا شروع کردئیے۔

عدالت میں چارہ جوئی

ایک رات کہنیا لال اپنے بال بچوں کے فراق میں سخت بے چین ہورہا تھا۔ کروٹیں بدلتا رہا۔ لیکن نیند نہ آئی پھر اُسے خیال آیا کہ میں سیالکوٹ ڈپٹی کمشنر کے پاس جاکر چارہ جوئی کروں گا۔ اوریہ کہوں گاکہ شرارتی لوگوں کی شرارت کی وجہ سے میری بیوی اوربچے مجھ سے جُدا ہیں۔

دل میں سوچنے لگا کہ شائد میری منکوحہ، میری اس حرکت سے اورزیادہ متنفر ہوجائے۔ وہ اپنے بستر سے اٹھا اورسیدھا گھر کی طرف چل دیا۔

آدھی رات گزرچکی تھی۔ ہرایک شخص پر نیند کا غلبہ تھا۔ کہ کنہیا لال اپنے گھر پہنچا۔ دوآدمی گھر کے باہر حفاظت کے لئے کھڑے کئے گئے تھے۔ لیکن چونکہ تین مہینہ سے کنہیالال نے اس طرف کا رُخ نہ کیا تھا وہ سمجھے کہ اُس نے خوف زدہ ہوکر اس طرف آنے کا خیال چھوڑدیا ہے۔ لہذا یہ پہرہ دار سوار سورہے تھے۔ کنہیالال کے لئے اپنے گھر کے صحن کے اندرداخل ہونا اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنے سے کم نہیں تھا۔ لیکن وہ آگے بڑھا۔ اوردیکھا کہ اُس کی بیوی آرام سے سورہی ہے۔ اُس نے اپنے دل کو مضبوط کرکے آہستہ سے اپنی بیوی کے سرکو پکڑکرہلایا۔

بیوی نے گھبراکر کہا۔

بیوی ۔ تم کون ہے؟

کنہیا لال۔ میں تمہارا عزیز خاوند ہوں۔

بیوی۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ اتنی رات گذرے تم یہاں کیوں آئے۔ کیا خیریت تو ہے؟

کنہیا۔ خیریت کیسی؟ تین مہینہ سے میں تمہاری اوربچوں کی جدائی کی آگ میں تڑپ رہا ہوں۔ میرے لئے رات کو سونا حرام ہے۔اب میں کیاکروں۔ میں نے سوچا ہے کہ ڈپٹی کمشنر صاحب کی کچہری میں جاکر استغاثہ پیش کروں۔ تمہاری کیا صلاح ہے؟

بیوی ۔ مجھے کچھ اعتراض نہیں۔ کیونکہ اگرسرکاری حکم تمہارے حق میں مل گیا توسانپ بھی مرجائے گا اورلاٹھی بھی بچ جائے گی۔ مجھے ہمسایوں کے سامنے شرم اُٹھانا نہیں پڑے گی اورمیں کہوں گی کہ یہ سرکاری حکم ہے۔ اب اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کے سوا میرے لئے اورکوئی چارہ نہیں۔

کنہیا۔بہت خوب خدا تم سب کو سلامت رکھے۔ یہ کہہ کر کنہیا اپنے گھر سے سکاٹ گڑھ کوچلا گیا۔ لگے دن میجر مرسر صاحب (جوسیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر تھے) کی عدالت میں چارہ جوئی کی۔ تین دن کے بعد کنہیا کی بیوی کے پاس سمن آئے۔ جب تمام رشتہ داروں ، دوستوں اورہمسایوں کواس امر سے واقفیت ہوئی۔ توگاؤں میں کہرام مچ گیا۔ اُنہوں نے مل کر یہ فیصلہ کیاکہ کنہیا کی بیوی کوسکھو چك جوکشمیر کی ریاست میں ہے۔ بھیج دیا جائے جہاں اُن کے رشتہ دار رہتے تھے۔

"دیوار ہم گوش دارد"۔ کسی نے کنہیا کے پاس آکر اُسے اس سازش سے آگاہ کردیا۔ وہ پادری صاحب کو ساتھ لے کر اپنے گھر میں گیا۔ جہاں آدمیوں اورعورتوں کا ایك بڑا گروہ جمع تھا۔ کنہیا نے شیر کی طرح گرج کر کہاتم سب میرے گھر میں اس لئے جمع ہوئے ہو کہ میری بیوی اوربچوں کوسکھو چك لے جاؤ۔ اگرخیریت چاہتے ہو تویہاں سے نکل جاؤ۔ سب دانت پیستے ہوئےیکے بعد دیگرے گھر سے باہر نکل گئے۔ تب ایك شخص نے گھر کے باہر کھڑے ہوکر طنزاً یوں کہا۔ جناب آپ ذرا ہمیں یہ بتلائیں کہ آپ نے مسیحی ہوکر کون سی کسُتوری حاصل کرلی ہے۔ آپ کو کون سے سُرخاب کے پر لگ گئے ہیں ۔ کنہیا نے کہا۔ ذرا غور سے سنو۔ خدا نے اپنے کلام میں فرمایا ہے" خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی ہے کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جوکوئی اُس پر ایمان لائے ہلاك نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے(یوحنا ۳: ۱٦)۔

تمہاری کتابوں میں اس نجات دہندہ کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔ وہ نجات دہندہ آچکا ہے۔ اورمیں نے اُس کو پالیا ہے۔ تم بھی اس پر ایمان لاؤ اورنجات پاؤ۔

سرکاری سمنوں کے مطابق طرفین کو۱۵ نومبر ۱۸٦۷ء کوعدالت میں حاضر ہونا پڑا۔ گاؤں کے لوگوں نے سات اشخاص کوکنہیا لال کی بیوی کے ساتھ سیالکوٹ بھیجا۔ اِن لوگوں نے وکیل کے ذریعہ مجسٹریٹ سے مل کر ۱۵ دسمبر تك یہ معاملہ ملتوی کروادیا۔۱۵دسمبر کوپھر حاضر ہوئے۔ حکم ہواکہ ۱۰ جنوری کوپھر حاضر ہو۔کنہیا بھانپ گیا کہ دال میں ضرورکالا ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ معاملہ کھٹائی میں پڑجائے۔سواس

نے پادری سکاٹ صاحب کو اس داستان سے آگاہ کیا اوریہ کہا کہ دشمن ہماری پیش نہیں چلنے دیتے۔ پادری صاحب نے ایک انگریزی رقعہ ڈپٹی کمشنر صاحب کے نام پردیا۔ جس میں لکھا تھا۔ حضور! یہ غریب آدمی کئی دفعہ عدالت میں انصاف حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہے۔ لیکن ہمیشہ انصاف کوملتوی کیا جاتا ہے ۔ اگرآپ اس غریب کی طرف توجہ دیں توعین شفقت ہوگی۔

حضور ڈپٹی کمشنر ۱۰ جنوری کواپنے ٹانگہ سے اُترے کہ کہنیا لال نے وہ کاغذ ڈپٹی کمشنر صاحب کے سامنے پیش کیا۔ اُنہوں نے اُس کی بیوی کو بلا کر یہ کہا کہ اپنے چار بچے اپنے خاوند کے حوالے کرو۔ سب سے چھوٹی لڑکی کو اپنے پاس رکھو۔ جب وہ پانچ سال کی ہوجائے تواُسے بھی اس کو دے دو۔ اگرتم چاہو تواپنے مذہب پر قائم رہ کر اس کے ساتھ رہ سکتی ہو۔ جب اُن سات آدمیوں نے یہ سنا تورونا دھونا شروع کردیا۔اورکنہیا لال کے پاؤں پڑکر کہاکہ سرکارکا فیصلہ اٹل ہے۔ جوکچھ آپ کہیں ہمیں بھی منظور ہے۔

لگے دن جب کنہیا خوشی خوشی اپنے گھر گیا تاکہ بچوں کوسرکاری فیصلہ کے موافق اپنے پاس لےآئے توگھر میں پہنچ کر کیا دیکھا کہ گھر خالی پڑا ہے۔بیوی بچے سب غائب ہیں گھر کی ایک ایک چیز غلہ، سامان اورفرنیچر سب نابُود ہے یہ دیکھ کراُس کی اُمیدوں کا خون ہوگیا۔

ہزاروں آرزوؤں کا ہے خون ہوچکا
اب آرزو یہی ہے کہ میری آرزو نہ ہو

اب یہ غریب بیچارہ حیران وپریشان تھا۔ اُس نے کئی اشخاص سے پوچھا۔ لیکن سب نے اپنی لاعلمی اوربے خبری کا اظہارکیا۔

کنہیا لال عدالت میں چارہ جوئی کرنے اوراپنے حق میں فیصلہ سننے کے باوجود بے چارگی اوربے بسی کی حالت میں تھا۔ اپنے خاندان کے فراق میں وہ مضمحل اورکمزور ہورہا تھا۔ مسیحی بھائیوں نے ایک جگہ جمع ہوکر دعا کرنا شروع کی۔ ہرصبح وشام کنہیا لال ۔اس کی گم شدہ بیوی اوربچوں کے لئے نہایت خضوع وخشوع سے دعا کی۔ لیکن کچھ پتہ نہ چلا۔ ایک

مہینہ گزرگیا۔ دومہینے ہوگئے۔ تین مہینے ہوگئے۔ لیکن کوئی سراغ نہ ملا۔ کنہیا ہمیشہ کہا کرتا تھاکہ سب سے پہلے بچے، پھربیوی اورسب کے بعد میرا باپ مسیح کے گلہ میں شامل ہونگے۔ جب غیر مسیحیوں نے یہ سنا تواُنہوں نے ہنسنا شروع کیا اورکہا "دیکھیں اِن لوگوں کی دعاؤں کا کیا اثر ہوتا ہے"۔

بچّوں کا سُراغ

ایک دن کنہیا لال ،بھجن اورمسٹرکلیمنٹ (جوایک مبشر تھے) ایک گاؤں پنڈوری میں اشاعتِ انجیل کی غرض سے جارہے تھے۔ کیونکہ وہاں کے نمبرداروں نےاُنہیں دعوت دی تھی کہ وہاں آکراُنہیں خدا کا کلام سنائیں۔ راستہ میں سڑک کے کنارے اُنہوں نے ایک آدمی۔ دوعورتوں اورایک بچہ کوبیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ پاس گئے تواُنہیں معلوم ہواکہ کنہیا لال کے رشتہ دارہیں۔ آدمی کا نام کالومل تھا۔ جس کی بیوی کنہیا لال کی بیوی کی ہمشیرہ تھی۔ اُس کا بچہ پچیش سے سخت بیمار تھا۔ جسے جندراناں میں ایک حکیم کے پاس لے گئے ۔ اس نے علاج کیا کچھ افاقہ نہ ہوا۔آخرکار اُس نے کہہ دیا کہ بچہ کے بچنے کی کوئی اُمید باقی نہیں۔ تب باپ نے مسٹر کلیمنٹ کو کہا کہاگر آپ دعا اوردوا سے اِس بچہ کوموت کے پنجہ سے بچالیں تومیں آپ کا بہت شکرگزارہوں گا۔ اورجوکچھ کہیں میں آپ کے لئے کروں گا۔ یہ بچہ تمہارے حوالہ کردوں گا۔ اُنہوں نے بچہ کی صحت وتندرستی کے لئے خداوند کے حضور دُعا کی۔ تب مسٹر کلیمنٹ نے ایک رقعہ اپنی بیوی

کولکھا۔اورکالومل اوراس کی بیوی کویہ کہا کہ یہ رُقعہ اوربیمار بچہ میری بیوی کے پاس لے جاؤ۔ تب وہ انجیل کی بشارت کے لئے پنڈوری چلے گئے۔ جہاں نمبرداروں اوردوسرے دوستوں نے اُن کے پیغام کوغور سے سُنا۔

جب یہ لوگ واپس آئے تواُنہوں نے دیکھا کہ مسز کلیمنٹ اُس بچہ کا علاج نہایت محنت اورکوشش سے کررہی ہیں۔ کچھ دیر کے بعد مسز کلیمنٹ نے کالومل کی بیوی سے اُس کی بہن (یعنی کنہیا کی بیوی) کے بارے میں پُوچھا بار بار پوچھنے پر اس نے صرف یہ بتایا کہ وہ بچوں سمیت کشمیر کی ریاست میں کسی جگہ ہے۔لیکن خبردارکسی سے یہ نہ کہنا کہ میں نے تم پر یہ راز افشا کردیا ہے۔ اس پر مسیحی برداری نے اوربھی گڑگڑا کر دعا کرنا شروع کیا۔خدا کے فضل سے بیماربچے کو صحت حاصل ہوگئی توپادری صاحب نے اُس کے باپ کوبلاکریوں کہا:

کالومل تم بالکل بچے تھے۔ جب کنہیا لال نے نہایت محبت اورمحنت سے تمہاری پرورش کی۔ جب تم سنِ بلوغ کوپہنچے تواپنی بیوی کی بہن سے تمہاری شادی کردی۔ تم اُسے بہت عزیز ہو۔ تم اپنے بچوں کوبہت پیارکرتے ہو۔اوراُن کے لئے سب کچھ کرنے کو تیارہو۔ یہ بچہ جب مررہا تھا۔ توہم نے خداوند کریم سے دُعا کی اور بفضلِ خدا اَب تندرست ہوگیاہے۔ کنہیا کواپنے بچے ایسے ہی عزیز ہیں جیسے یہ بچہ تمہیں عزیز ہے۔لیکن ذرا سوچو پانچ مہینے سے اس نے ان کا منہ تک نہیں دیکھا۔ بیچارہ اس غم میں گھل رہا ہے۔ کیا تم اس کے لئے کچھ نہیں کرسکتے۔ اُس کی محبت اورخدمات کا خیال کرو۔ اوراپنے بیٹے کی نئی زندگی پر غورکرو۔ اورکنہیا کے بچوں کا پتہ معلوم کرنے میں ہماری مدد کرو۔ کالومل نے اس تمام معاملہ پر غورکیا۔ اُس نے دل میں کہا کہ ان لوگوں نے میرے بیٹے کے لئے دعا کی۔ وہ تندرست ہوگیا۔ اِن کی تمام برداری کنہیالال اوراس کے خاندان کے لئے دعا کررہی ہے۔ ان کی دعا ضرورمستجاب ہوگی۔ میں ضروراُن کے لئے کچھ نہ کچھ کروں گا۔

چنانچہ وہ وہاں سے غائب ہوگیا اورچار دن کے بعد اس نے آکرخبردی کہ کہنیالال کے بچے دورریاست کشمیر میں ایک

گاؤں میں ہیں۔ جسے جاندی کہتے ہیں۔ یہاں سالا ردیوسنگھ کا قلعہ ہے۔ جہاں وہ اپنے خاندان کے ساتھ مقیم ہے۔

کنہیا کی بیوی اس قلعہ میں بند ہے اوردیوسنگھ کی خدمت کرکے اپنا پیٹ پالتی ہے۔ دیوسنگھ بڑا جابر اورظالم حاکم ہے اور اس کےپنجوں سے اِن بچوں کوچھڑانا کوئی خالہ جی کا گھرنہیں۔

کالومل نے جب جاندی میں جاکر کہنیا لال کی بیوی کے بارے میں تحقیق وتفتیش کرنا شروع کیا تھا۔ تووہاں کے لوگوں کواس پرشک گذرا۔ وہ اُسے پکڑکر دیوسنگھ کے پاس لے گئے۔ لیکن جب دیوسنگھ کویقین ہوگیا۔ کہ وہ اِن نظر بندقیدیوں کا قریبی رشتہ دار ہے۔ اوراُنہیں ملنے کے لئے آیا ہے۔ تواس کاشک دُور ہوگیا۔

کالومل نے اس تمام معاملہ سے مسیحی لوگوں کوآگاہ کیا ان پر رنج وغم طاری ہوگیا۔ کیونکہ اُنہیں معلوم تھا کہ دیوسنگھ نہایت متعصب، زبردست اوربارسوخ شخص ہے کچھ دنوں کے بعد نیا پنڈ، جندراناں اورارد گرد کے تمام باشندے اس راز سے واقف ہوگئے۔ اورمسیحیوں کا تمسخر اڑانے لگے کہ پہلے بچے پھر ماں پھر کنہیا لال کا باپ اورپھردوسرے اشخاص مسیح کو قبول کریں گے۔ دیوسنگھ انسان نہیں شیرنر ہے۔ اس کے پنجے سے بیوی اور بچوں کا چھڑانا امرناممکن ہے۔ بھلا یہ مسیحی برادری کس کھیت کی مُولی ہے۔ یہ ساری باتیں سن کر مسیحیوں پر رنج اورغم کی گھنگھور گھٹا چھائے ہوئے تھی۔ اوردشمن گیت گاتے اوربغلیں بجاتے تھے۔

کہنیا لال کے بیوی بچے اُس سے جدا تھے اوران کے ملنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ بے چارہ حیران وپریشان تھا۔ دن رات اسی سوچ میں مستغرق رہتا تھا۔ ایک دن کہنے لگا۔ اچھا میں جموں جاکر مہاراجہ کے سامنے پنی گذارش پیش کروں گا۔ اوراپنی تکلیف کا حال بیان کرو ں گا۔ عزیز مسیحی برادران تمہاری کیا صلاح ہے؟ اُنہوں نے کہا ۔کہ جاندی کا حکم دیوسنگھ ایک امیر اوربارسوخ شخص ہے اور مہاراجہ کشمیر کاکرتا دھرتا۔ اس کے ہوتے ہوئے تمہاری رسائی اورشنوائی ہونا ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ بھلا نقارخانہ میں طوطی کی آوازکون سنتا ہے۔

اِدھر تمام مسیحی لوگ کنہیا کوایسا قدم اٹھانے سے منع کرنے لگے۔ اور کہنے لگے بھائی یہ کوشش تحصیلِ لاحاصل ہے۔ ادھر پادری سکاٹ صاحب نے تمام مصائب وتکالیف کا نقشہ کھینچا جواُسے اپنے بیوی بچوں کو لانے میں پیش آنے والی تھیں۔ کیا تم ان کے مقابلے کی تاب لاسکتے ہو؟ پادری صاحب کچھ سال پہلے کابل میں بائبل کے نسخوں کوفروخت کرنے کے لئے گئے تھے۔ یہ جان جوکھوں کا کام تھا۔ سوکنہیا لال نے کہا۔ بے شک پادری صاحب میں تاب لاسکتاہوں۔ افغان مسیحیت کے دشمن ہیں۔ آپ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کرکابل میں گئے۔ لیکن خدا نے آپ کی جان بچائی۔ جس خدا نے آپ کو بچایا۔ اوردانی ایل کوشیروں کے پنجے سے چھڑایا۔ وہ خدا خودآپ میری مدد کرے گا۔

کوڈے شاہ ایک مسلمان شخص پادری صاحب کا نوکر تھا۔ اگرچہ وہ مسیحی نہ تھا لیکن پرلے درجے کا وفادار اور نیک مُنش تھا۔ کھنیا لال نے اُس سے التماس کی کہ وہ بھی اُس کے ساتھ جموں چلے۔ اس نے ساتھ جانے میں رضامندی ظاہر کی۔ تب کنہیا لال نے گورمکھی اوررومن اُردو میں انجیل مقدس ،زبور کی کتاب اوربائبل کی آیات کا انتخاب یعنی چارعدد کتابیں اپنے ساتھ لے کر روانہ ہونے کی ٹھانی۔ بھائیوں نے یہاں بھی اعتراض کیا اور کہا کہ مہاراجہ مسیحیت کا دشمن ہے اورکسی مسیحی کواس کی ریاست میں رہنے کی اجازت نہیں۔ لہذا تم اُن مقدس کتابوں کواپنے ساتھ لے کرنہ جاؤ۔ لیکن اس ایماندار نے کہا کہ میں ان کتابوں کے بغیر ہرگز جانہیں سکتا۔

ہاتھیوں کی سواری

لگے دن کنہیالال اورکوڈے شاہ علیٰ الصبح سکاٹ گڑھ سے روانہ ہوکر شام کوجموں پہنچے۔ یہاں مہاراجہ کے فیل خانہ میں گئے۔ جہاں ان کے ہاتھی رکھے جاتے تھے۔ اِن ہاتھیوں کی دیکھ بھال کےلئے بارہ مہاوت تھے جن کا سردارمراد بخش کوڈے شاہ کا رشتہ دار تھا۔ یہ لوگ اس کے مہمان بنے۔ مہاوتوں نے کھانا تیار کرکے اپنے مہمانوں کوکھانے کے لئے بُلایا۔ کوڈے شاہ نے اُنہیں بتایا کہ میرا دوست اورساتھی کنہیا لال ایک مسیحی یعنی مسیح کا شاگرد ہے۔ مسلمان مسیح کو حضرت عیسیٰ کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے آج تک کوئی مسیحی نہ دیکھا تھا۔ وہ اُسے دیکھ کربہت حیران ہوئے۔ پھر کوڈے شاہ نے یہ بھی کہا کہ اس دوست کے پاس اِس کی مذہبی کتاب یعنی انجیل مقدس بھی ہے۔اُنہوں نے کہا کہ ہمیں یہ کتاب پڑھ کرسناؤ۔ کھانا کھانے کے بعد کنہیا لال نے مٹی کے دئے کی روشنی میں انجیل مقدس میں سے پہاڑی وعظ پڑھنا شروع کیا۔ اورپھر یوحنا کا تیسرا باب سولہ سے اٹھارہ آیات تک پڑھا۔ جہاں لکھا ہے کہ:

"خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جوکوئی اس پر ایمان لائے۔ ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔ کیونکہ خدا نے بیٹے کو دنیا میں اِس لئے نہیں بھیجاکہ دنیا پرسزا کا حکم کرے۔ بلکہ اس لئے کہ دنیا اس کے وسیلہ سے نجات پائے۔ جواس پر ایمان لاتا ہے۔ اس پر سزا کاحکم نہیں ہوتا ۔ جواس پر ایمان نہیں لاتا اس پر سزا کا حکم ہوچکا اس لئے کہ وہ خدا کے اکلوتے بیٹے کے نام پر ایمان نہیں لایا"۔

ان لوگوں کے لئے یہ باتیں عجیب وغریب تھیں۔ انہیں یہ بہت پسند آئیں۔ پھر اُنہوں نے پوچھا کہ تمہارا یہاں آنے سے کیا مقصد ہے؟ کنہیالال نے کہا" چونکہ میں نے اس زندگی کے پیغام اورحقیقی نجات کے کلام کی خبرپائی اوراُسے قبول کیا۔اس وجہ سے تمام عزیز واقارب اورلواحقین میرے دشمن ہوگئے ہیں۔ اُنہوں نے میرے بیوی بچوں کوخفیہ طورپر ریاست کشمیر میں بھیج دیا ہے۔اوراب وہ جاندی کے قلعہ میں بند ہیں۔ اورسردار دیوسنگھ کے قبضہ میں ہیں۔اوراُنہیں پھرملنا اورحاصل کرنا اگرچہ

ایک مشکل امر ہے لیکن پھربھی ایمان اوراُمید کے ساتھ یہاں آیا ہوں تاکہ مہاراجہ صاحب سے درخواست کروں کہ مجھے میرے بال بچے واپس مل جائیں"۔ اُس کی دردبھری داستان کا اُن پربہت اثرا ہوا۔لیکن مہادتوں کے سردار مراد بخش نے کہا کہ افسوس یہ مذہبی سوال ہے۔ میرے خیال میں مہاراجہ صاحب تمہاری درخواست پرغورنہیں کریں گے۔

صبح کوجب کنہیا کلام کی تلاوت اوردُعا سے فارغ ہوا تومراد بخش اپنے ہاتھیوں کووہاں لایا اورایک بڑے عظیم الشان ہاتھی کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگا۔ کہ یہ ہاتھی جاندی کے سردار یوسنگھ کا ہے۔آؤتمہیں اس کی سواری کرائیں۔

ہاتھیوں پر صرف بڑے بڑے سردار، رئیس اورراجہ مہاراجہ سواری کرتے ہیں ۔آؤ تم بھی رئیس بن جاؤ۔ کنہیا یہ سن کرگھبراگیا۔ اُس نے کہا بالفرضِ محال کسی کومعلوم ہوگیا کہ میں جومسیحی ہوں اورمیرے بال بچے دیوسنگھ کے پنجے میں گرفتار ہیں اورمیں اس کے ہاتھی پربیٹھاہوں۔تومجھے سخت سزادی جائے گی۔ اورتمہاری بھی خوب مرمت ہوگی مراد بخش نے کہا ہمیں مذہب اوراس داستان سے کوئی تعلق نہیں۔ تم ہرگزنہ ڈرو۔ تمہاری سلامتی اورحفاظت میرا ذمہ ہے۔ تم میرے مہمان ہو۔ آؤاس ہاتھی پربیٹھو۔

چنانچہ کنہیا لال نے دیوسنگھ کے ہاتھی پرسوار ہوکر تمام شہرکی سیرکی۔

مہاراجہ کا ایک اورفیل خانہ تھا۔ جس میں بہت سے ہاتھی رہتے تھے۔ ان ہاتھیوں کے مہادتوں کا سردارایک شخص بنام امیر بخش تھا جومراد بخش کا دوست تھا۔ یہ سب دوست اُس کے پاس گئے۔ اوریہ بتایا کہ کنہیا لال مسیحی ہے اوراس کے بچے دیوسنگھ کے قلعہ میں بند ہیں۔ اوریہ غریب بے چارہ چارہ جوئی کے لئے آیا ہے۔ امیربخش نے کہا کہ تم نے کیا حماقت کی جواپنے دین کوچھوڑکرمسیحی ہوگئے ہوکنہیا نے کہا جب سے میں نے ہوش سنبھالا۔ میں نے دیکھاکہ میرے ماں باپ کے گھر میں مولوی، پنڈت، سید اورفقیر کثیر تعداد میں آیا کرتے تھے۔ وہ ہمارے گھر میں رہتے اور مُفت میں ترنوالے کھاتے۔ لیکن سوائے کھانے پینے کے اُنہیں کسی چیز سے سروکار نہ تھا۔ وہ

نجات کا کوئی طریقہ نہ بتاسکتے تھے۔ امیر بخش نے پوچھا کیا تم نے نجات پالی ہے۔ کنہیا نے یوحنا ۳: ۱۶تا ۱۸ تک پڑھا اور کہا کہ جوکوئی شخص مسیح پر ایمان لائے۔اس پر ہلاکت کا حکم نہیں۔ اس پر امیر بخش کو غصہ آگیا۔ اُس نے کہا اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم جومسلمان ہیں اورمسیحی نہیں۔ ہم دوزخ میں جائیں گے۔

کنہیا لال نے کہا۔ قرآن میں لکھا ہے ۔ پانچ دفعہ نماز پڑھو اوراگر ایک نماز بھی قضا ہوجائے۔ تودوزخ کی سزا ہوگی۔ کیا تم سے کبھی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔ یہ سن کر امیر بخش اوربھی چراغ پا ہوا اورکہا کہ اپنا منہ بند کرو۔ غریب کہنیا کوخاموش ہونے کے سوا اورکیا چارہ تھا۔پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اُس نے پوچھا کہ میں کس طرح اس مصیبت کوسرکار کے سامنے پیش کروں۔

امیر بخش نے کہا کہ سردار دیوسنگھ کے آہنی پنجہ سے اپنے بال بچوں کو چھڑانا ناممکن ہے۔بلکہ میرا خیال یہ ہے ۔ کہ جونہی تمہارے مسیحی ہونے کی خبر اورتمہارے یہاں آنے کا مقصد مہاراجہ صاحب پرظاہر ہوگا۔ توتمہیں قیدکرلیا جائے گا۔

یہ سن کر وہ امیر بخش کونہایت مودبانہ سلام کہہ کر باہر آگیا۔ مراد بخش کی یہ آرزو تھی کہ جہاں تک ہوسکے اس غریب مسافر کی مدد کرے۔سو وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُس کوپھر ہاتھی پر سوار کرکے کچہری کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں اُس نے بیان کیاکہ جموں وکشمیر کی ریاست میں سرکارِانگلشیہ کی طرح کچہری میں اسٹامپ وغیرلکھ کر عرضی پیش نہیں کی جاتی۔ یہاں دوجج ہیں۔ ایک ہندوؤں کے لئے اورایک مسلمان کے لئے۔یہ دونوں جج ایک اُونچے چبوترے پر کُرسی نشین ہوتے ہیں۔ اُن کے محرراورمُنشی اُن کے اردگرد زمین پر بیٹھے ہیں۔ جن لوگوں کوکچھ عرض کرناہوتا ہے وہ کچہری کے صحن میں آموجود ہوتے ہیں۔ اورباری باری سامنے آکر اپنی زبان سے اپنا دکھڑا بیان کرتے ہیں۔ اسی دوران میں ہاتھی کچہری کے سامنے آگئے۔ اورمراد بخش کنہیالال اوراُن کے ساتھی ہاتھیوں سے نیچے اُتر آئے۔

جموں کی عدالت

(۱)

مُراد بخش نے ہاتھیوں کواپنے دوستوں کےسپرد کیا۔ اورخودکنہیالال کولے کر صحن کے اندرداخل ہوا۔ ایک جج کی نظراُن پر پڑی۔ مُراد بخش نے نہایت تعظیم سے جھک کر کہا کہ حضوریہ شخص کچھ عرض پیش کرنا چاہتا ہے ۔ جج صاحب ہندوتھے۔اُن کا نام شمبھوپرتاب تھا۔اُن کی عمرچالیس سال کے لگ بھگ ہوگی۔ وہ قانون میں خوب ماہرتھے۔

کنہیا لال نے بیان کیاکہ میرا گاؤں جندراناں ہے میں نے بہت چھان بین کے بعد مسیحی مذہب قبول کیا۔میرے عزیزو اقارب میرے دشمن ہوگئے ہیں۔ اُنہوں نے میرے بال بچوں کوریاست کشمیرمیں بھیج دیا ہے۔ میری یہ آرزو تھی کہ وہ مجھے مل جائیں۔ میں نے سیالکوٹ کی عدالت میں دعویٰ دائر کیا۔ فیصلہ میرے حق میں ہوا لیکن مخالفوں نے میری بیوی اور بچوں کوزبردستی جاندی میں(جو ریاست جموں وکشمیر میں ہے) پہنچادیاہے۔ اب یہ التماس ہے کہ مجھ پر رحم اورترس کھاکربچوں کومیرے حوالے کرنے کا حکم صادرفرمائیں۔

جج صاحب پہلے ہی اس واردات سے آگاہ تھے تجاہلِ عارفانہ سےپوچھنے لگےکہ تمہارے خویش واقارب اوربرادری کے لوگ کیوں تمہارے مخالف ہوگئے۔ تب اس غریب نے کہا کہ میں نے تحقیق وتفتیش کے بعد معلوم کیاکہ نجات صرف مسیحی مذہب ہی سے ملتی ہے۔لہذا میں نے اس مذہب کواختیار کیاہے۔ اِس پرجج صاحب نہایت برانگیختہ ہوئے اورکڑک کربولے تم نے ہندومذہب چھوڑ کر مسیحی مذہب اختیارکرلیاہے۔

اورپھر یہاں اپنے بچوں کولینے آئے ہو۔ تمہیں کس پادری نے مسیحی بنایا۔ یہاں سے فوراً غائب ہوجاؤ۔ مجھے اتنا اختیار ہے۔ کہ تمہیں خوب پٹواؤں اورحکم دوں کہ تمہارا سرپراورپاؤں باندھ کر جموں کی گلیوں میں گھسیٹا جائے اورپھر کسی اُونچی جگہ سے سر کے بل گرادیا جائے۔ مسلمان جج سید غلام نبی شاہ نے اپنی داڑھی ہلاکر کہا کہ یہ بالکل درست ہے۔ جولوگ کچہری

میں حاضر تھے وہ بغور تمام کنہیا لال اورپنڈت شمبھو پرتاب کی طرف دیکھنے لگے۔

تب پنڈت جی نے کہا کہا اپنے بال بچوں کوواپس لینے کا خال محض دیوانگی ہے۔ یہاں سے رخصت پڑھو۔ تب اُنہوں نے دوسرے شخص کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تم اپنی شکایت پیش کرو۔ اُن کا فیصلہ کرنے کے بعد پنڈت جی نے کہا کنہیا لال سے پوچھا کہ مسیحی ہونے سے پہلے تم ہندو تھے ۔ لیکن تمر تمہارا کیا پیشہ تھا؟ اورتمہیں کس نے بپتمسہ دیا ؟ اُس نے کہا میں کپڑا بُننے کا کام کیا کرتا تھا۔ پادری سکاٹ صاحب نے مجھے بپتسمہ دیا۔ سکاٹ صاحب کا نام سن کرپنڈت جی چوکنے سے ہوگئے۔ اور پوچھنے لگے کہ کیا وہ لدھیانہ میں بھی رہے ہیں۔ اُس نے کہا کہ ہاں۔

(۲)

پنڈت جی کسی زمانہ میں مشن سکول لدھیانہ میں ٹیچر تھے۔ جہاں سکاٹ صاحب اوران کے بھائی آئے اوراُنہوں نے مسیحیت کوقبول کیا تھا۔

پھر کہنیا لال سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم نے مسیحیت میں کیا پایاہے۔ کیا تمہارا اپنا مذہب تمہارے لئے کافی نہ تھا؟کنہیا لال نے کہا کہ جناب آپ انصاف کرنے کے لئے کرسی نشین ہیں۔ لیکن چونکہ آپ نے مجھ سے یہ سوال کئے ہیں۔ اگرمیں ان سوالوں کا جواب دوں۔ توآپ ناراض نہ ہوں۔ اس پر دوسرے جج سید غلام نبی شاہ نے کہاکہ اگرتم نے اپنا مذہب تبدیل ہی کرنا تھا۔ توتم نے اسلام کیوں نہ قبول کیا؟ لیکن برخلاف اِس کے تم کافربن گئے ہو۔ کافر کوہلاک کرنا چاہیے۔ سوچاہیے کہ تم کوہلاک کردیں۔

پنڈت جی نے کہا تم نے ہندومت کوچھوڑدیا۔یہ بہت خراب اورنازیبا حرکت ہے۔ تم نے یہ حرکت کیوں کی؟ کنہیا نے نہایت عاجزی اورانکساری سے عرض کیا حضورآپ مجھ سے بار بارکیوں پوچھ رہے ہیں۔کہ میں نے کیوں مسیحی مذہب اختیار کیا ہے۔ لیکن اگرکچھ عرض کروں گا توآپ ناراض ہونگے۔ اگرآپ ناراض نہ ہوں۔ توبیان کروں ورنہ اپنے منہ کوبند رکھوں۔ فرمائیے کیا ارشاد ہے۔

کنہیا لال کا تحمل اورحلم ، عاجزی اورانکساری دیکھ کر حاضرین کے دل ہمدردی سے بھرگئے۔ اُنہوں نے کہا اس میں کیا ہرج ہے۔ اگروہ اپنا مذہب تبدیل کرنے کا سبب بیان کرے۔ اُس کو اجازت ملنی چاہیے۔ تاکہ وہ اپنے دلائل بیان کرے۔

تب کنہیا لال نے کہا۔ جناب بچپن سے مجھے مذہبی تحقیق کا شوق تھا۔ میں نے پنڈتوں اورمولویوں سے دینیات پر بہت گفتگو کی۔ لیکن مجھے تسلی نہ ہوئی ۔ صرف مسیحیت راہ نجات بتلاتی ہے۔

پنڈت شمبھو پرتا اورسید غلام نبی شاہ کہنے لگے۔ کہاں ہے وہ تسلی ،ہم اُسے دیکھنا چاہتے ہیں۔کنہیا لال نے کہا کہ وہ تسلی میرے دل میں ہے۔ خدا کاکلام تسلی کا سرچشمہ ہے۔ تب گورمکھی کی انجیل پنڈت جی کے ہاتھ میں دے دی۔اور خود رومن انجیل سے مرقس پہلا باب اورپہلی آیت سے پڑھنے لگا۔ جہاں لکھا ہے" خدا کے بیٹے یسوع مسیح کی خوش خبرکا شروع"۔

اِس وقت اِس کلام کوسننے کے لئے لوگوں کا اشتیاق بڑھ رہا تھا۔ لیکن سید صاحب نے کہا کہ یہ توکفربک رہا ہے۔ جب کنہیا لال ساتویں آیت پر پہنچا ۔ جہاں لکھا ہے کہ" میرے بعد وہ شخص آنے والا ہے۔ جومجھ سے زورآورہے۔ میں اس لائق نہیں کہ جھک کراُس کی جوتیوں کا تسمہ کھولوں"۔ تب پنڈت اورسید دونوں غصہ سے بھرگئے۔ پنڈت نے کہا کہ اپنی کتاب بند کرو۔ اور جوکچھ دل میں ہے بیان کرو۔

کنہیا لال نے کہا کہ وہ نبی جسے قرآن میں یحییٰ (یحیاہ) کہا گیا ہے۔ بائبل میں اسے یوحنا لکھا گیا ہے۔اُس نے کہا کہ مجھ سے ایک بڑا نبی ہے۔ یہ نبی کون ہے؟ عیسیٰ جسے ہم مسیح کہتے ہیں۔ مسیح بھی یوحنا کے دنوں میں منادی کرتا تھا۔ اوراُس نے کہا کہ باپ کے پاس کوئی نہیں جاسکتا ۔ دروازہ میں ہی ہوں جوکوئی میرے بغیر داخل ہوتا ہے چوراورڈاکو ہے۔ نجات اُسی سے ملتی ہے۔ دروازہ وہی ہے۔

سید نے کہا کہ عیسیٰ نے کیا خاص کام کیا ہے کہ تم اُس پر ایمان لائے ہو۔ کنہیا لال نے کہا کہ اُس نے مُردوں کوزندہ کیا۔ کوڑھیوں کوپاک صاف کیا۔ تب دونو جج صاحبان بلند آواز سے کہنے لگے۔ توکیا ہمارے گورو ہمیں بچا نہیں سکتے کیا ہم جہنم میں

جائیں گے؟ کنہیا نے بلند آواز سے کہاکہ بائبل میں لکھا ہے ۔ کہ" مسیح پر ایمان لاتوتو اورتیرا سارا گھر انہ نجات پائے گا"۔ دوسرے گوروؤں نے یہ نہیں کہا۔ مسیح تمام گنہگاروں کوبچاسکتا ہے۔ اب پنڈت غصہ میں آپے سے باہرہورہا تھا۔ اس نے کہا اپنا منہ بند کرو۔ اگرتم نے جموں شہر میں اس مذہب کی منادی کی۔ اوراگرکوئی شخص تمہاری زدوکوب کرے اورتم ہمارے پاس چارہ جوئی کے لئے آؤ توہم تمہیں اورپٹوائیں گے۔ تب ایک سپاہی کوحکم دیاکہ اس مُرتد اورکافر کوفوراً شہر سے باہر نکال دو۔

کنہیا لال نے کہا۔ حضور مجھے یہاں سے جانے میں کوئی عذرنہیں۔ لیکن یہ توفرمائیے کہ میری درخواست کے بارے میں آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ دونو جج صاحبان نے کہا۔ کہ یہ منہ اورمسُور کی دال۔مسیحی ہونا اورپھر بیوی بچوں کوریاست جموں وکشمیر سے حاصل کرنا کبھی ممکن ہوسکتا ہے۔ پھرسپاہی سے کہا کہ فوراً اس کرانی شہر سے باہر نکال دو۔

تمام وقت کوڑے شاہ کنہیا لال کے ساتھ تھا۔اوراب بھی اُس کے ساتھ ہولیا۔ عدالت سے بارہ اورآدمی بھی کچھ دُورتک اُس کے ساتھ گئے۔ اُنہیں اب اُس کے ساتھ ہمدردی ہوگئی تھی۔ داروغہ نے اُسے شہر سے باہرنکال دیا۔ لیکن اُسے اس مصیبت زدہ شخص پر ترس آرہا تھا۔ کہا ۔ افسوس میں تمہیں شہر کے اندر رکھ نہیں سکتا۔یہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ کیونکہ جج صاحبان سخت ناراض ہیں۔ اورخلاف ورزی ہونے پر میری گوشمالی ہوگی۔ شہر کے باہر ایک دھر مسالہ ہے آپ وہا ں ٹھہریئے سووہ وہاں چلے گئے۔ یہاں ایک فقیر رہتا تھا۔ جوہمیشہ مسافروں کے حقہ کے لئے آگ تیاررکھتا تھا۔ یہ لوگ اُس سے ملے۔ اس اثناء میں دوسرے اشخاص بھی وہاں آپہنچے اورآکروہاں بیٹھ گئے۔

چونکہ کوڑے شاہ مسلمان تھا۔ اُس نے حقہ بھرکر کش کھینچنا شروع کیا۔ کنہیا لال نے بھی اپنا چھوٹا سا ناریل کا حقہ نکال کر پینا شروع کردیا۔ایک شخص نے کہاکہ معلوم تویوں

ہوتا ہے کہ تم دونو ساتھی ہو۔ لیکن یہ کیا۔ کہ ایک تودھر مسالہ کا مسلمان کا حقہ پی رہا ہے اوردوسرا اپنا ناریل کا حقہ۔ کنہیا لال نے کہا کہ کوڈے شاہ مسلمان ہے اورمیں مسیحی ہوں۔ دوسرا شخص کہنے لگا۔ جوکچھ تم نے کچہری میں کہا۔ میں نے سنا۔ یہ بہت دلچسپ باتیں ہیں۔ یہاں کسی قسم کا خوف اورخطرہ نہیں۔ بغیر کسی ڈر کے ہمیں اس نئے مذہب کے بارے میں اورباتیں بتاؤ۔

کنہیا لال نے کہا کہ تم لوگ ناراض ہوجاؤ گے۔ لیکن اُنہوں نے وعدہ کیا کہ ایسا نہ ہوگا۔ اوراصرار کرنے لگے۔ کہ ہم مسیحی مذہب کے بارے میں مزید واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا کہ بائبل میں لکھا ہے کہ خداوند کریم نے انسان کو پاک وصاف پیدا کیا۔ لیکن آدم نے گناہ کیا اورباغِ عدن سے نکالا گیا۔ پھر خدا نے سیدنا مسیح کو اس جہان کی مکتی کے لئے بھیجنے کا وعدہ کیا۔ توریت انبیا کے صحائف اورزبور کی کتاب میں اس کے آنے کی پیشینگوئیاں ہیں۔ ۱۸۶۷ء سال ہوئے جب مسیح انسانی جامہ میں اس دنیا میں آیا۔ وہ خدا کا فرزند ہے اوراس کے کفارہ سے ہم نجات پاتے ہیں۔ اُس نے مسیح کے کفارہ اورموت کا ذکر کیا۔ پھر اس کے جی اٹھنے کا بیان کیا۔ لوگوں نے بڑے شوق سے ان باتوں کوسنا۔

رات کو وہ اُسی دھر مسالہ میں رہے۔ لگے دن پوپھٹتے ہی وہاں سے روانہ ہوکر اپنے گاؤں میں واپس چلے آئے۔ کنہیا لال اورکوڈے شاہ اپنے گاؤں میں پہنچے۔ توبہت تھکے ماندے تھے۔ پادری سکاٹ صاحب اوردُوسرے مسیحی بھائی اُنہیں دیکھ کر نہایت خوش اورشادماں ہوئے۔ پھر اُنہوں نے اپنے سفر کا حال پادری صاحب کوبتایا۔ اورآخرکار کہنیا لال نے کہا کہ میرے بچے دیوسنگھ کے قبضہ میں ہیں۔ مجھے وہ مل نہیں سکتے پادری صاحب نے کہا کہ خدا کا رساز ہے۔ اُس پر ایمان رکھو۔ وہ ضرور ہماری دعاؤں کا جواب دے گا اورتمہاری مدد کرے گا۔

(۴)

سیالکوٹ میں قطب الدین ایک نہایت قابل اورلائق وکیل تھا۔ اورجموں کے مسلمان جج سید غلام علی شاہ کا دوست تھا۔ مہاراجہ جموں وکشمیر کوجب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری

میں کوئی قانونی کارروائی کرنا ہوتی تھی تو اس وکیل کی وساطت سے ہوتی تھی۔ پادری سکاٹ صاحب بھی اس وکیل کے دوست تھے۔ اُنھوں نے سارا معاملہ اُس کے سامنے پیش کیا۔ اور کہا کہ جموں کے مسلمان جج سے سفارش کریں کہ وہ کنہیالال کی مدد کرے۔

مسیحی لوگوں نے دُعا کوجاری رکھا۔ اُن کی دعاؤں اور پادری صاحب کی برکت کے ساتھ اس سفارش نامہ کو لے کر کنہیالال اورکوڈے شاہ پھرجموں کوروانہ ہوئے وہ رات کے وقت وہاں پہنچے۔ اوراللہ دتا کے گھر ٹھہرے۔ یہ شخص کمان ساز تھا۔ اورکوڈے شاہ کا گہرا دوست تھا۔

لگے دن کہنیا نے عدالت میں جاکر قطب الدین کا خط سید صاحب کودیا۔ اُس خط کواُس نے پڑھ کر کہاکہ یہ سارا معاملہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ سوُرج کا مغرب سے نکلنا ممکن ہے۔ لیکن تمہارے بچوں کا ملنا ممکن نہیں۔ اگرمہاراجہ کشمیر یادیوسنگھ کوکسی طرح کانوں کا ن خبر ہوگئی کہ تم کس مقصد سے جموں شہر میں آئے ہوتوتمہاری اچھی طرح زدوکوب کرنے کے بعدتمہیں کم ازکم پانچ یا چھ پہرتک قید کرلیا جائے گا اوراگر تمہیں قتل کرنے کا حکم صادر ہوتومجھے کچھ حیرانگی نہ ہوگی۔ اوراس پرطُرہ یہ کہ تم اس کام میں میری مدد چاہتے ہو۔ میں کسی طرح سے بھی آگ میں کودنے کے لئے تیارنہیں ہوں۔

ابھی یہ باتیں ہورہی تھیں کہ پنڈت شمبھو پرتاب بھی کچہری میں تشریف لے آئے۔ اس سارے معاملے سے آگاہی پانے کے بعد کہنے لگے۔ اچھا تم ہمارے دوست قطب الدین سے سفارش نامہ لے کرآئے ہولیکن افسوس کہ یہاں دوستی کام نہیں آسکتی۔ تمہیں اپنے بچوں کو حاصل کرنے کے لئے سرکارِانگلیشہ سے حکمنامہ حاصل کرنا ہوگا۔ کیا تم ایسا کرسکتے ہو۔ اگرجواب نفی میں ہے توباربار یہاں آنا بے سودُ ہے۔

بیچارہ کنہیا لال مایوس ہوکرواپس جانے کو تھا جب دونو جج صاحبانِ نے اُسے بلاکر کہا۔ کنہیا یہ کیا مذہب ہے۔ جس کے اختیارکرنے کے بعد تمہارے ماں باپ تم سے جدا ہوگئے۔ تمام دنیا پر لعنت برساتی ہے۔ لوگ تمہارے دشمن ہیں۔ تمہارے بیوی بچے جاندی کے قلعہ میں بند ہیں۔ تم اُن کا منہ دیکھنے کوترس رہے ہو۔ لیکن عمربھر تمہاری خواہش پوری نہیں

ہوسکتی ۔ مسیح سے تم نے کیا حاصل کیا ہے۔ سوائے تکالیف ومصائب کے۔ کیا ان حالات میں یہ عقلمندی معلوم نہیں ہوتی کہ تم اپنے پُرانے مذہب میں پھر شُدھ ہوجاؤ۔ اس صورت میں ہم تمہارے بیوی بچے حاصل کرنے میں مدد کرسکتے ہیں۔ اگرتم اپنے باپ کے گھر میں واپس نہ جانا چاہو توہم تمہارے لئے نہایت عمدہ رہائش اوراعلیٰ کام کا انتظام کرسکتے ہیں۔ جہاں تم زندگی عیش وآرام سے رہ سکتے ہو۔

اس غریب نے کہا ۔ حضورآپ کا اقبال بلند سے بلند ترہواگراجازت ہو توکچھ عرض کروں۔ بشرطیکہ آپ ناراض نہ ہوں۔اُنہوں نے کہا جوکچھ تم چاہتے ہو۔ بغیر کسی خوف وخطرے کے کہہ ڈالو۔

کنہیا لال نے نئے عہدنامہ کواپنی بغل سےنکال کراُس کی طرف اشارہ کیا۔ اورکہا جناب اس میں لکھا ہے ۔ اگرآدمی اپنی جان کھودے اورتمام دنیا کوحاصل کرے تواس سے کیا فائدہ ۔لوقا ۱۲: ۱۵تا ۲۱۔ آپ چاہتے ہیں کہ میں مسیح کا انکارکروں۔ مسیح نے کہا ہے کہ" جوکوئی آدمیوں کے سامنے میرا اقرارکرے گا میں بھی اس اکا اقرار کروں گا۔ اورجومیرا انکارکرے گا میں بھی باپ کے سامنے اُس کا انکارکروں گا"۔

سیدنا مسیح ،خداکا بیٹا اورہمارا نجات دہندہ ہے آپ کوچاہیے کہ اس پر ایمان لائیں۔ کیونکہ اُس کے علاوہ کسی اور دروازہ سے نجات پانا محال ہے۔آپ نے کہا کہ میرے والدین ،عزیزو اقارب اوربیوی بچے مجھ سے چھن گئے۔ یہ دُرست ہے۔ لیکن دنیا میں کوئی ہستی اورکوئی شخص، میرے دل کا چین اورقلب کی تسلی چھین نہیں سکتا۔اسلئے مجھے دینوی تکالیف، قید اور موت سے ہرگز خوف نہیں۔ اگرمیری جان بھی نکل جائے توبھی میں اپنے عزیزآقا ومولا کوچھوڑنہیں سکتا اورنہ اُس کا انکار کرسکتاہوں۔

یہ سن کر پنڈت شمبھو پرتاب اورسید غلام علی شاہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ پنڈت جی تولدھیانہ مشن سکول میں اُستاد بھی رہ چکے تھے۔ وہ زندگی کا کلام اس سے پیشترسن چکے تھے۔ آج اُس کی ضمیر نے بھی تکلیف محسوس کی اورگھبرا کرسید صاحب سے یوں گویا ہوئے کہ " میں ان مسیحیوں سے خوف

واقف ہوں۔ یہ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ہم ریاست جموں وکشمیر کے بہت بڑے جج ہیں۔ ہمارا اختیار بہت وسیع ہے۔ لیکن یہ شخص بالکل نہیں ڈرتا ۔کیسے دندان شکن جواب دیتا ہے۔ اس سے بحث ومباحثہ کرنا عبث ہے"۔

پھر اس نے کہنیا لال کی طرف منہ کرکے کہا۔ سوائے سرکارِ انگلیشہ کے حکم کے کسی اورصورت میں تمہارا مطلب حل نہیں ہوسکتا۔ لیکن وہاں تک تمہاری رسائی نہیں۔ کنہیا لال نے کہا کوئی فکرنہیں خداوند کریم سب سے بڑی سرکار ہے۔ جب اُس کی جناب سے حکم صادر ہوا توسب کچھ ٹھیک ہوجائیگا۔

غرضیکہ یہ دونوں شخص اس طرح ناکام رہ کر واپس آگئے اوراپنے دوستوں اورپادری صاحب کو یہ تمام واقعہ بالتفصیل کہہ سنایا۔ تب مسیحیوں نے تمام رات خداوند کے حضورگڑگڑا کر اورآہ زاری کے ساتھ دعا کی۔ پادری صاحب نے کہا کہ پاک کلام میں لکھا ہے" مانگو توتمہیں دیا جائیگا"۔ ہم مانگ رہے ہیں۔ خدا ضرور ہماری دعاؤں کا جواب دے گا۔ کہنیا لال اوراُس کے بچے ، اُس کی بیوی اوراُس کا باپ ضرور خدا کی بادشاہت میں داخل ہونگے۔

یہ سن کر اس چھوٹی سی برادری اورکہنیالال کے ایمان کواوربھی تقویت ہوئی۔

حُکمنامه

(۱)

کنہیا لال نے تین دن اپنے کھیت میں ہل چلایا اوربیج بویا۔ اسکے بعد ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی عدالت میں چارہ جوئی کی ۔ جب اُنہوں نے بہت سے سوال کئے تواس نے تمام ماجرا بالتفصیل کہہ سنایا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب کو سخت حیرانگی ہوئی۔ اُس نے کہا کہ سرکارِانگلیشه کے فیصله کی تردید کرنے کیلئے شرارتی لوگ ہندوستان کی ایک مشہورریاست میں پناہ لے رہے ہیں۔ اوروہاں کے دوجج آشکارا اطوار پرہمارے حکم کی خلاف ورزی کررہے ہیں۔ پھر آنجناب نے سوچ کر کہا کہ تین ماہ کے بعد تمہیں یہاں طلب کرکے سب احوال سے مطلع کردیا جائے گا۔

اس ملاقات کے بعد وہ پھر اپنے گاؤں میں واپس آگیا۔ جہاں پادری سکاٹ صاحب کنہیا لال اورکلیسیا کے تمام لوگ بلاناغه اس گھتی کوسلجھانے کے لئے خداوند کے حضورمیں دعا کرتے رہے۔

(۲)

تین ماہ گذرگئے۔ کنہیا لال کوڈپٹی کمشنر صاحب نے طلب کیا اورکہاکه اب تم ججوں میں جاکر اپنے بال بچوں کا مطالبه کرسکتے ہو۔ سب سرکاری کارروائی عمل میں آچکی ہے۔

حضور۔ یه کس طرح ممکن ہے۔ جب تک آپ کی چھٹی میرے ہاتھ میں نه ہو۔ میں کیا کرسکتاہوں۔ڈپٹی کمشنر نے کہا که سرکارانگلشیه کی طرف سے مہاراجه کشمیر کوحکمنامه مل چکا ہے۔ اوراب اُسے تمہارے بچے تمہیں دینا ہی پڑیں گے۔ اُس کے لئے اب پس وپیش کرنا ناممکن ہے۔

یه سن کر کنہیا لال سوچنے لگا۔ که مہاراجه گلاب سنگھ توایک عظیم الشان ریاست کامالك ے۔ معلوم نہیں اونٹ کس کروٹ بدلے۔ مجھے دیکھ کرکس طرح مجھ پربرس پڑے۔

مسیحی کلیسیا کے شرکاء نےپھر مل کر دعا کی که خداوند کریم اس آڑے موقعه پر کہنیالال کی مدد کرے۔ کنہیا لال اوربھجن بہت گہرے دوست تھے۔ وہ دانت کاٹی روٹی کھاتے تھے اوراپنے مضبوط ایمان،وفاداری ،حلم اورتحمل کے باعث سب

کے لئے نمونہ تھے۔ بھجن چاہتا تھا کہ وہ بھی کنہیا لال کے ہمراہ جموں جائے۔لیکن پادری صاحب اوردوسرے دوستوں نے مصحلتِ وقت کودیکھ کر اُسے روک لیا۔ پادری صاحب بہت اُداس تھے کیونکہ مہاراجہ کے پاس جاکر صحیح وسلامت واپس آناذرا مشکل معاملہ نظر آتا تھا۔ کہنیا لال نے اُن کے چہرے سے اُداسی اورمایوسی کودیکھ کر کہا ۔

جناب پادری صاحب آپ کیوں اُداس ہیں۔ خدا پر ایمان رکھئے۔ آپ بھی توکابل میں اِس غرض سے گئے تھے۔ کہ بائبل کے نسخے فروخت کریں۔ اورسیدنا مسیح کی خوشخبری افغانسان کے لوگوں کوسنائیں آپ کاوہاں سے زندہ واپس آنا معجزہ سے کم نہیں۔ پھرخوف کی وجہ ہی کیا ہے۔اوربالفرض اگرخدا کویہ منظور ہے کہ میں جموں میں شہید ہوجاؤں توکیا مضائقہ ہے۔ اس کی مرضی پوری ہو۔ ایک مینڈک مرتا ہے۔ لیکن برسات میں اس ایک مینڈک سے کئی مینڈک پیدا ہوتے ہیں۔تعجب نہیں اگرجموں میں ایک مسیحی کے شہید ہونے سے مسیح کے بہت سے دشمن اُس پر ایمان لائیں۔ پادری صاحب کویہ الفاظ سن کربہت خوشی ہوئی ۔ کیونکہ کنہیا کا ایمان بہت مستحکم تھا اوراُسے اپنے منجی سے حقیقی عشق تھا۔ پادری صاحب نے اُسے اپنے گلے سے لگالیا۔ اورکہا آفرین ہے تمہارے ایمان پر۔ دنیاکی کوئی شے اس ایمان کوجنبش نہیں دے سکتی۔

کوڑے شاہ نے پھرجموں جانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ اورجب اُس کی بیوی اوربھائیوں کواس امر کی آگاہی ہوئی تووہ نہایت رنجیدہ اور غمگین ہوئے۔ اُنہوں نے اُسے بلا کر پہلے محبت اور پیارسے، پھر غصہ اورسختی اورنرمی کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اُس نے کہا خواہ کچھ ہو میں ضرور کہنیا لال کا ساتھ دوں گا۔

شام کےوقت جب مسیحی برادری کے لوگ دعا کے لئے جمع ہوئے تواُنہیں اس سارے ماجرے سے آگاہ کیا گیا۔ سب لوگ دعا کرنے میں مشغول تھے۔ علی الصبح بھائیوں نے کوڑے شاہ اورکنہیا لال کو الوادع کیا۔ اوررخصت ہونے سے پہلے اُنہوں نے ان دونوں کوگلے لگایا۔ اس وقت اُنکی آنکھوں سے آنسوؤں کیک جھڑی بندھی ہوئی تھی۔ کیونکہ اُنہیں یقین تھا کہ ان غریب مسافروں کوبہت مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا۔

کہنیالال پہلے نواں پنڈ میں گیا۔ جہاں کالومل رہتا تھا۔ اُسے یہ بتایا کہ میں اپنے بچوں کو حاصل کرنے لئے جموں جارہاہوں۔ اغلباً مہاراجہ کشمیر میری بیوی اور بچوں کوجاندی سے جموں میں بلائے گا جاندی سے جموں کا راستہ نہایت خراب اورخستہ اورپتھریلا ہے۔ اُنہیں پیدل چلنے اورراستہ میں کھانے پینے کی بہت تکلیف ہوگی۔ میرے مخالف میری بیوی اور بچوں کو راستہ میں جھوٹی باتیں سیکھائیں گے۔ اورممکن ہے کہ سیکھنے سکھانے کے باعث وہ عدالت میں میرے خلاف کچھ کہیں ۔ لیکن پھر بھی اُن کی تکلیف اوربیچینی کا خیال مجھے سخت بے چین کررہا ہے۔ پھرکالوایک معقول رقم دی اوریہ کہا کہ برادر اگریہ رقم تم میری بیوں کو پہنچادو۔ تومیں تمہارا بہت ممنون ہوں گا۔ تم میرے عزیز بھائی ہو۔ تم پہلے بھی جاندی میں جاچکے ہو۔ وہاں کے لوگ تم پر شک نہیں کریں گے۔۔۔۔ کالو نے یہ کام کرنے سے انکارکردیا۔ لیکن کنہیا لال نے بہت منت سماجت کی اورآخرکاربادلِ ناخواستہ تیارہوگیا تاکہ وہ جاندی کوجاکراس کام کوانجام تک پہنچائے۔

(۳)

کنہیا لال اورکوڈے شاہ سکاٹ گڑھ سے روانہ ہوکر جموں پہنچے اوراپنے دوست اللہ دتا کمان ساز کے گھر میں جا اُترے ۔ لیکن اس دفعہ اُس نے اُنہیں اپنے گھر میں رکھنے سے انکارکردیا اورکہا ۔ برادران! دیوارہم گوش وارد" بیشک میں آپ کا دوست ہوں۔ لیکن اس شہر میں بہت ہلچل مچ رہی ہے۔ تمام عدالتیں اوردُوکانیں بند ہیں۔ واللہ علم سرکارانگلشیہ اورمہاراجہ کشمیر کے درمیان کیا ہورہا ہے۔ ان دنوں مہاراجہ بہادروزرائی فوج کے سرداروں اورججوں کے درمیان کچھ صلاح ومشورہ ہورہا ہے۔ علاوہ ازیں ڈنکے کی چوٹ سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اگرکسی شخص نے شہر میں تمہیں پناہ دی توہ اپنے بچوں سمیت قید کرلیا جائیگا۔ اب میرے اختیارمیں کچھ نہیں میں مجبورہوں فرمائیے ۔ میں کیا کرسکتاہوں ؟

رات ہوچکی تھی۔ اوران غریبوں کے لئے " نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن" والا معاملہ تھا۔ یہ دونو مسافر شہر سے باہر نکل کر مشرق کی طرف جنگل کوروانہ ہوئے۔

گردرطلبت رنج مارا برسد شائد

چوں عشق حرم باشد سہل است بیابانہا

یہاں ایک چھوٹا سانالا تھا۔ جوآگے چل کردریائے توی میں جاگرتا ہے۔ جنگل سے آگے کچھ بلندی پراُنہیں ایک بڑا درخت نظر آیا۔ جس کے پاس ہی ایک جھونپڑی تھی۔ اُس کے سامنے پتھروں کا بنایا ہوا چبوترہ تھا۔ اس جھونپڑی میں ایک بلند قامت، دبلا پتلا فقیر رہا کرتا تھا۔ غدر کے ایام میں یہ شخص گورنمنٹ کے خلاف لڑا۔ جب باغیوں کو شکست اورسرکارِانگلشیہ کوکامیابی ہوئی ۔ تواُس نے بھاگ کریہاں پناہ لی اورجھونپڑی بناکر فقیر کے بھیس میں اس جگہ رہنے لگا۔

فقیر اُنہیں دیکھ کر ڈرا اور کہنے لگا کہ اگرتم چورہو تو اس جھونپڑی میں سوائے میرے اورمیرے کتے کے اورکچھ نہیں۔ اُنہوں نے اسے یقین دلایا کہ ہم چورنہیں۔ پھر درخت کے نیچے چبوترہ پراپنا کمبل بچھاکرپاؤں پسارکرلیٹ گئے۔

اگلے دن غروب آفتاب کے بعدکنہیالال اور کوڈے شاہ ایک دوکان پرگئے جوشہر کے باہر تھی۔ یہاں سے اُنہوں نے ایک دِیا(چراغ) اورکچھ ضرورت کی چیزیں خریدیں۔ کوڈے شاہ کوپڑھنے کا بڑا شوق تھا۔ وہ ہرروز بائبل کا سبق پڑھاکرتا تھا۔ لیکن اب اس خیال سے کہ کوئی اُنہیں دیکھ کرتکلیف نہ پہنچائے وہ دن کی بجائے رات کو اپنا سبق پڑھنے لگا۔

فقیر کو اِن دونوں شخصوں کی حرکت پرشک تھا اُس کی آنکھوں کے سامنے ۱۸۵۷ئ کابھیانک نظارہ آنے لگا۔کہ کس طرح اسکے بعض باغی ساتھیوں کوگولی کا نشانہ بنایاگیا تھا۔ اوربعض کوکوڑے مارمارکرجزیرہ انڈیمان میں بھیج دیا گیا تھا۔ بعض لوگ جنہوں نے جموں میں آکرپناہ لی تھی گرفتارکرلئے گئے تھے اورکوئی اِکا دکا شخص ہی پولیس اورجاسوسوں کے ہاتھ سے بچے تھے۔ اُسے خیال گذرا کہ شائد یہ خفیہ پولیس کے لوگ بھیس بدل کر یہاں آئے ہیں۔ تاکہ مجھے گرفتارکروائیں۔ لہذا رات کووہ خوب کان لگاکر اُنکی گفتگو کوسنتا رہا اورآنکھیں کھول کر اُنکی حرکات کا معائنہ کرتارہا۔ لیکن یہ دونوں شحص سمجھتے تھے کہ وہ سورہا ہے۔

اُنہوں نے پہلے انجیل کادرس پڑھا اور بہت سی آیات پرغورکیا۔ جن میں مسیح نے اپنے مقلدوں اورپیروؤں کوتسلی دی

ہے اورپھر کہا ہے کہ خدا کا فرشتہ ان کے چاروں طرف جواس سے ڈرتے ہیں خیمہ کھڑا کرتا ہے۔ اوراُنہیں بچاتا رہتا ہے۔ زبور۳۴کی آیت ۷ پھر اُنہوں نے گھٹنے ٹیک کر دعا کی۔

صبح سویرے فقیر اُن کے پاس آکر بیٹھ گیا اور کہنے لگا صاحب یہ توبتائیے کہ آپ کون لوگ ہیں اوروہ شیریں الفاظ کیا تھے۔ جن سے آپ ایک دوسرے کوتسلی دے رہے تھے۔ تب کہنیا لال نے کچھ سوچ کر کہا کہ ہم یہاں کچھ دنوں تک ٹھہریں گے۔ اور ضرور تمہیں ہرایک بات سے آگاہ کریں گے۔ لیکن ذرا صبر کیجئے۔ جلدی کا کام شیطان کا ہوتا ہے۔

آٹھ یا نوبجے ایک شخص فقیر کے پاس آیا۔ اُس کا لڑکا بیمار تھا۔ وہ آتے ہی اُس کے پاؤں پر گرپڑا اوراپنے فرزندِ دلبند کی تکلیف کا حال بیان کرنے لگا فقیر نے پہلے بے التفاتی اوربے پرواہی ظاہر کی جب اُس شخص نے بہت منت سماجت کی توتھوڑی سی راکھ لے کراُس پر پھونکیں مارنے لگا۔ اورایک کاغذ میں لپیٹ کر کہا کہ اسے گھر میں لے جاکرکسی کپڑے میں لپیٹ کربچہ کے گلے میں باندھ دوانشاالله ضرورشفا ہوگی۔ پھرکئی مریض آئے اورفقیر نے ایسے ہی ٹونے ٹوٹکے کئے۔

کنہیا لال نے شام کو کوڑے شاہ سے کہا۔ کہ چاہئیے کہ ہم میں سے ایک شہر اورعدالت میں جاکر دیکھے کہ ہوا کا کیارُخ ہے۔ شہر میں کیا ہورہا ہے کوڑے شاہ نے کہا۔ نہیں بہتر ہے کہ ہم چند دن تک یہاں چپکے رہیں۔ اورانتظارکریں۔

چند دن کے بعد یہ دونوں شخص اپنے بھیس بدل کر شہر کی طرف روانہ ہوئے ۔ اُنہوں نے دیکھاکہ ابھی تک بازار بند ہیں اورکافی چرچا ہورہا ہے ۔ فوجی سپاہی شہر کے دروازوں پر کھڑے تھے۔

کہنیالال نے ایک سپاہی کوڈوگرا زبان میں کہا کہ یہ سب کیا ماجرا ہے؟ اس نے کہا کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی جنگ ہونے والی ہے۔

شام کویہ لوگ پھراپنی جگہ پرگئے۔ فقیر نے اُنہیں کہاکہ مجھے بھی ضروراپنی تسلی بخش باتیں سننے کی اجازت دیں۔ اوردعا میں اپنے ساتھ شریک کرلیں کنہیا لال نے کہا بسم الله ہمیں کوئی

عذر نہیں۔ سو اُس نے پہلے دعائے ربانی اورپھر دس احکام پڑھے نماز کے بعد مسیح کا پہاڑی پڑھ کرسنایا۔ اوریہ کہا کہ خدا کودھوکے اورفریب سے نفرت ہے۔

تم نے کیوں فریب کا پیشہ اختیارکیا ہے ۔ تمہارے پاس بیماراورمریض آتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ تم خدا رسیدہ پیر اورمُرشد ہو۔ تم راکھ پرپھونکیں مارمارکر ان کے حوالے کردیتے ہو۔یہ سراسر دھوکا اور فریب ہے۔ اورتم دھوکے اورفریب کی زندگی بسر کررہے ہو۔ یہ کتنا بُراکام ہے۔ فقیر نے کہا یہ ٹھیک ہے۔ لیکن آج تک مجھے کسی نے یہ تعلیم نہیں دی۔پھراُنہوں نے کہا کہ آؤ ہم دعا کریں سو اُنہوں نے دعا کی کہ فقیر اپنی غلط راہ سے منہ پھیرلے اوردھوکے کی زندگی بسرکرنا چھوڑدے۔

فقیر نے پوچھا کیا تم دن میں پانچ دفعہ نماز پڑھتے ہو۔ کھنیا نے جواب دیاکہ ہم پر یہ پابندی عائد نہیں۔ خدا کے دروازے ہمیشہ کھلے ہیں۔ ہم جتنی دفعہ چاہیں اُس کے پاس جاسکتے ہیں ۔ لکھا ہے کہ جاگتے رہو۔ اوردعا مانگو تاکہ تم آزمائش میں نہ پڑو۔ دعا مانگنے کے لئے ایک شرط ضروری ہے۔ کہ ہم ایمان اورعاجزی کے ساتھ اس کے حضور میں حاضر ہوں۔ اورجہاں تک ہوسکے ۔ اپنی زندگی اوردل کو پاک کریں۔ کیونکہ پاک دل رکھنے کے بغیر اُسے دیکھنا محال ہے۔

کنہیا اور کوڈے شاہ نے انجیل مقدس کی چند آیات پڑھیں ۔ پھردعا کی۔ فقیربھی اس دعا میں اُن کے ساتھ شریک تھا۔ اُس نے یہ کہا کہ بچپن سے میں نے اپنی مذہبی کتابیں پڑھیں۔ لیکن آج تک ایسے عجیب وشیریں الفاظ میں نے کبھی نہیں سنے۔ کوڈے شاہ نے کہاکہ یہ عجیب اورشیریں الفاظ صرف اسی کتاب میں مل سکتے ہیں۔ اورجواس کلام پر ایمان لائے گا ، ہلاک نہ ہوگا۔ بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا۔

یہ فقیر بعض دفعہ اللہ اللہ کیا کرتا تھا۔ چنانچہ اُس دن بھی یہی رکاوٹ لگانا شروع کردیا۔ جب وہ اپنے فرض سے فارغ ہوچکا تو کھنیا لال نے اُسے اپنے پاس بلایا اورنہایت نرم آواز سے یوں کہا۔ کہ انجیلِ مقدس میں لکھا ہے کہ

"جب تودعا کرے تواپنی کوٹھڑی میں جا۔۔۔اورغیر قوموں کی طرح بک بکت نہ کرو۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ

ہمارے بہت بولنے کے سبب سے ہماری سنی جائیگی"(متی ٦: ٦تا ٧)۔

فقیر نے اس پر غور کیا اوریہ باربار کی رٹ چھوڑدی ۔اگلے دن یہ دونوں شخص دعا مانگنے اوردریا میں نہانے کے بعد پھرشہر میں گئے۔جب وہ بازارمیں پہنچے توکنہیا لال کواس کا ایک دوست ملا۔ جسے وہ پیارسے حاکو کہا کرتا تھا۔ یہ شخص جندراناں سے تھا۔ لیکن چونکہ کنہیا بھیس بدلے تھا۔ اُس نے اُسے نہ پہچانا۔ کنہیا لال نے اُسے اس کے نام سے پکارا۔ جسے سن کر وہ حیران ہوگیا۔ اور کہا تم کون ہوں؟

کنہیا :اچھا میں بتاؤں لیکن یہ توبتائیے کہ آج بازارکیوں بند ہیں۔

وہ شخص (اُسے ایک طرف لے جاکرآہستہ آواز سے کہنے لگا)سنئے کہتےہیں کہ ضلع سیالکوٹ میں ایک آدمی کرانی (مسیحی)ہوگیا ہے اوراس کی بیوی اوربچے مہاراجہ کے ملک میں آگئے ہیں۔ سرکارانگلشیہ نے مہاراجہ کوحکمنامہ بھیجا ہے کہ چار دن کے اندراندراُس کرانی کے بچوں کوواپس کردو۔ تین گذرچکے ہیں اوریہ آخری دن ہے۔ اورمہاراجہ اوراُس کے مشیر اس حکمنامہ کے بارے میں صلاح ومشورہ کررہے ہیں۔

تب کنہیا لال نے اُسے کہا۔ کیا تم مجھے پہچانتے نہیں ہو؟ اُس شخص نے اُسے بغودیکھا۔ کنہیا لال نے کہا۔ اچھا تمہارے باپ کا نام کیا ہے؟

وہ شخص۔ کہنیا لال۔

جونہی اُس نے یہ نام لیا۔ کنہیالال کھکھلا کر ہنسا تب اُس نے کہا کہ تم کنہیا لال ہو۔ تم میرے باپ کے بہت دوست تھے۔ اورسکھوں کی جنگ کے موقع پر تم نے میری ماں کی جان بچائی تھی۔

اس دوست نے اُسے اپنے گھر میں مدعو کیا۔ اوریہ کہا کہ میں مہاراجہ کا سب سے بڑا بڑھئی ہوں۔پرماتما کی دیا اورکرپا سے میرے گھر میں بہت کچھ ہے۔آپ آکر میرے پاس ٹھہرئیے۔ کہنیا لال نے عذرپیش کیا اور کہا کہ کسی اوردن آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ اپنا بھید فاش کرنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ سو کہنیالال نے اسی میں مصلحت سمجھی کہ اُس کے ساتھ نہ

جائے۔اُس شخص کوکیا معلوم تھاکہ اس کا دوست ہی وہ ہندوشخص ہے جس کی وجہ سے جموں شہر میں اتنی ہل چل مچ رہی ہے۔

رات کو کنہیا لال ۔کوڈے شاہ اورفقیر نے مل کر انجیلِ مقدس کوپڑھا۔ اورپھردعا کی۔ فقیر نے کہا کہ اس کتاب کی باتیں بہت دلچسپ ہیں۔ میرے پاس جولوگ آتے ہیں ہم کیوں نہ اُن کے سامنے اس کلام کوپیش کریں۔ کہنیا لال نے کہا ۔ کہ بعض متعصب لوگ یہ کلام سن کر بہت ناراض ہوتے ہیں تب فقیر جوش میں آگیا وہ اپنا موٹا اورلمبا لٹھ ہاتھ میں لے کر کہنے لگا۔ جوشخص خواہ مخواہ غصہ ہوگا۔ اُس کا سر اس لٹھ سے توڑڈالوں گا۔

لگے دن دونمازی وہاں آئے اورفقیر کے کہنے پر کہنیالال نے یوحنا رسول کی انجیل میں سے ایک باب اُن کے سامنے پڑھا۔ اور کہا یہ یسوع مسیح (جسے تم حضرت عیسیٰ کہتے ہو) کا کلام ہے اورسوائے اُس کے اورکوئی شخص ہمیں نجات نہیں دے سکتا یہ سن کروہ ناراض ہونگے۔ اُنہوں نے کہا توکیا ہمارے پیغمبر ہمیں نجات نہیں دے سکتے۔

کنہیا لال نے کہا وہ توسب مرگئے لیکن مسیح خداوند جی اٹھا۔ اورپھرزندہ آسمان پر چڑھ گیا۔ تب ان نمازیوں نے اُسے دل بھر کر گالیاں دیں۔ فقیر جھونپڑی میں بیٹھ کر یہ سارا ماجرا دیکھ رہا تھا۔گالیاں سن کر غصہ سے بھرگیا اوروہاں سے ہی للکارا اورغصہ سے اپنا سونٹا پھینکا۔ یہ لوگ اُس کی غصہ بھری آوازسن کر بھاگنے لگے۔ فقیر کا نشانہ ٹھیک نہ بیٹھا ۔ وہ شخص دورکھڑے ہوکر حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ فقیر نے کہا زندہ پر ایمان رکھو، نہ کہ مردہ پر۔

اس پر کنہیا لال اورکوڈے شاہ کوبہت جرات ہوئی۔ جب وہ لوگ چلے گئے۔ توفقیر نے کہا اب مجھ پریہ انکشاف ہوا ہے کہ نجات صرف عیسیٰ مسیح سے ہے۔ بہت سے آدمی پیٹ بھرنے کے لئے مذہب کی آڑمیں پناہ لیتے ہیں ۔ میرا بھی یہی حال تھا۔

تب کہنیالال اوراس کے دوست نے کہا کہ کتنی شرم کی بات ہے کہ ہمارا ایمان کمزور ہے۔ ہمیں مسیح پر پورا ایمان

رکھنا چاہیے ۔ سولگے دن کہنیا لال دلیری سے عدالت کے کمرہ میں گیا۔ جہاں پنڈت شمبھو پرشاد اورسید غلام نبی شاہ اپنی اپنی کرسیوں پرمتمکن تھے۔ کہنیا لال نے مودبانہ سلا م کرکے کہا۔ حضورکیاآپ کوحکمنامہ مل چکا ہے۔

پنڈت جی اُسے دیکھ کرغصہ سے بھرگئے پھردانت پیسنےلگے اوربہت سے آدمیوں نے کہا۔ دیکھو وہ کافر ملیکش وہاں کھڑا ہے یہ اس تمام تکلیف اورمصیبت کی جڑ ہے۔

پہلا شخص۔ یہ وہ شخص ہے جس کے سبب سے چاردن تک ہمارے شہرکی تمام دوکانیں، دفاتر اورعدالتیں بندرہیں۔

دوسرا شخص۔ ہاں یہ وہی آدمی ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے مذہب کی بدنامی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ سے انگریزوں اورمہاراجہ کے درمیان ٹھن گئی ہے۔

تیسرا شخص۔ کیا یہ شخص مسیحیت کوترک نہیں کرسکتا؟

یہ سب آوازیں کہنیا لال کے کان میں پڑرہی تھیں۔ پھران افسروں نے الگ جاکرکچھ دیرتک صلاح ومشورہ کیا۔ جب یہ کھچڑی پک چکی توپنڈت جی نے کہنیا لال کوکہا کہ کیا تم اپنی ہٹ پر قائم ہو۔ اگرتم ہماری بات مانو۔ ہمیں تمہیں ایک گاؤں کا نمبردار بنادیں گے۔ اگرایک گاؤں کافی نہیں تودویا تین گاؤں تمہارے حوالہ کردیں گے۔ اوراُن کالگان تمہیں ملے گا۔ تمہاری عزیز بیوی اورپیارے بچے تمہیں واپس مل جائیں گے۔ لیکن یہ سب کچھ حاصل کرنے کے لئے مسیح سے انکار کرنا نہایت ضروری امر ہے۔ ہم ضروراپنے وعدہ کووفاکریں گے۔ اورپشت درپشت تم نمبرداررہوگے۔ تمہارے مرنے کے بعد وہ نمبرداری تمہارے بیٹوں اورپوتوں کی ہوگی۔

کہنیا نے کہا۔ اگرآپ ناراض نہ ہوں تومجھے کچھ کہنے کی اجازت دیجئے۔

اِس پرپنڈت جی نے کہا کہ یہ کافر ضروراپنی ہٹ پر قائم رہے گا۔ اس کا خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

اُس کے دوسرے دوستوں نے جوعدالت میں موجودہ تھے کہا کہ ہم سننا چاہتے ہیں کہ یہ آدمی کیا کہتا ہے۔

تا مرد نگفته باشد عیب وہنرش نہفته باشد تب ع ۔ کہنیا کوحکم ہواکه وہ کچھ کہے۔

کہنیا لال نے کہا جناب آپ نے مجھے دنیا کی دولت اورعزت کا لالچ پیش کیا ہے تاکه میں ہندومت میں واپس لوٹ آؤں ۔ مجھے منظور ہے۔ بشرطیکه که آپ مجھے ایك چیزدیں۔اور وہ مسیح خداوند سے کوئی زیادہ قیمتی شے ہو۔ کوئی ایسا گورو ہوجومجھے نجات دے سکے اورگناہ کے پھندے سے بچاسکے اگرآپ یه کرسکیں تو میں مسیح سے انکارکروں گا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ که

گوروکیجئے جان کراورپانی پیجئے چھان کر

پنڈت جی نے کہا که میں جانتا تھاکه یه نالائق اورناہنجار اپنی ہٹ پرقائم رہے گا۔ مسیحی لوگ ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

تب ایك شخص نے کہا که آپ کیوں اس کی واہی تباہی سن رہے ہیں۔آپ اس کو زدوکوب کیوں نہیں کرتے۔ اِسے خوب رسیوں سے کس کر باندھیں اور پُرانے زمانے کی طرح اس کے ہاتھوں اورپاؤں پر آگ رکھیں۔ جب تکلیف پہنچے گی۔ اُسے چھٹی کا دودھ یادآجائیگا۔ اورخود بخود مسیحیت سے انکارکردے گا۔

پنڈت شمبھوپرشاد۔ میں اسے خوب جانتاہوں تم اس کوجان سے مارکراس کے ٹکڑے ٹکڑے کردولیکن یه اپنی ضد سے بازنہیں آئے گا۔ یه لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اوراس پر طرہ یه که سرکارانگلشیه کا حکمنامه آچکا ہے۔ مہاراجه نے بھی حکم دے دیا ہے که اس کے بچے اسے واپس دے دیئے جائیں۔ لیکن اب سارا معامله میرے ہاتھ میں ہے۔ میں جوچاہوں کروں جاؤ کہنیا کل پھرہماری عدالت میں حاضرہو۔

"میں اسے لوہے کہ چنے چبوانگا"

کہنیا لال اس گفتگو سے بھانپ گیا۔ کہ پنڈت ایک ہوشیار اورچالاک شخص ہے۔جواپنی چالاکی اورحیلہ سازی سے اس معاملہ کو کھٹائی میں ڈالنا چاہتاہے۔ حکمنامہ سے منہ موڑنا توناممکن ہے۔ لیکن تمام کام میں تاخیرکرتا جائے گا۔ حتیٰ کہ وہ تنگ آکر انصاف سے ہاتھ دھوبیٹھے گا۔اوراس طرح اس کی بیوی اوربال بچے جہاں ہیں۔ وہیں کے وہیں رہیں گے۔

جب وہ عدالت سے باہرنکلے توایک اچھا خاصہ ازدھام ان کے پیچھے ہولیا۔ اب یہ دونوں شخص خوش تھے۔ کیونکہ اُن کے جموں شہر میں داخل ہونے سے کسی کو اعتراض نہ تھا۔ بعض لوگوں نے کاہ۔ اچھا یہ تو بتاؤ۔ کہ تم نے اپنا مذہب کس غرض سے ترک کیا ہے؟

وہ اُن کی جائے سکونت تک ان کے ساتھ گئے خیر کہنیا لال نے انہیں اچھی طرح بتایا کہ چونکہ نجات صرف مسیح سے ملتی ہے ۔ اس لئے میں نے مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کیا ہے۔

دُوسرے دن کہنیا لال کچہری میں گیا پنڈت جی نے فرمایا کہ تمہاری بیوی یہاں آرہی ہے۔ تم باہر ٹھہرو۔ کوڈے شاہ اس وقت انجیل پڑھ رہا تھا۔ چند لوگ اُسے پکڑکرسید غلام نبی شاہ کے پاس لے گئے۔ اورکہا کہ یہ انجیل پڑھ کر لوگوں کوگمراہ کو رہاہے۔ سید نے کہا کہ تم مسلمان ہویا مسیحی۔ صاف ظاہر ہے کہ تم مسیحی ہو۔

پنڈت جی نے کہا کہ آؤ کہنیا لال سے پوچھیں کیونکہ وہ مسیحی ہے اوروہ مسیحی جھوٹ نہیں بولتے۔ جب اُنہوں نے اُس سے پوچھا تواُس نے حقیقت بیان کی یہ شخص مسلمان ہے۔ لیکن راستی کی تلاش میں ہے۔ اگروہ مسیحی ہوگا توسب کے سامنے اقرارکرے گا۔

سید نے کہا کہ جاؤ دفع ہو۔ اگرتم نے مسیحیت اختیارکی توہم تمہیں گرفتارکرلیں گے اورقید کردیں گے۔

اسی اثنائی میں کہنیا لال کی بیوی اپنے سب سے چھوٹے بچے کوگود میں لئے ہوئے اپنے بھائی اورسُسر کے ساتھ عدالت کے کمرہ میں داخل ہوئی۔ پنڈت جی کہنیا لال کو کہا کہ تم یہاں ہی

ٹھہرو۔ تمہاری بیوی تھکی ماندی ہے۔ اُسے سستا لینے دو۔ اورپھر اُسے الگ لے جاکر سکھانے پڑھانے لگا۔

جب کہنیا لال اوراُس کی بیوی پہلی دفعہ عدالت کے کمرہ میں ایک دوُسرے کے رُوبرو کھڑے ہوئے توپنڈت جی نے کہا کہ اگرتم دونوں بچوں کے بارے میں اپنی رضامندی سے کوئی فیصلہ کرو۔ توبہت اچھا ہوگا۔ فرض کیجئے کہ میں حکم نافذکروں کہ تمہاری بیوی، بچوں کوتمہارے حوالے کردے اوروہ رنج وغم سے خود کشی کرلے تواس سے بچوں کوتکلیف ہوگی اورتم کوبھی سخت صدمہ پہنچ گا۔لہذا میں اُس کی رضامندی کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں دوں گا۔

اِس وقت بیوی نے کہنیا کے بازو کوپکڑ کرنہایت عاجزی سے کہا۔ میرے کہنیا ،میرے سرتاج، میرے عزیز خاوند ، میں آپ کے ساتھ رہنے کوتیار ہوں۔ میں آپ کی فرمانبرداررہوں گی۔ لیکن آپ لوگوں کے سامنے مسیح کا اقرارنہ کریں۔

کہنیا لال نے پنڈت جی سے مخاطب ہوکر کہا کہ حضور میں اس جگہ اس غرض سے آیاہوں کہ اپنے بچوں کوحاصل کرنے کا فیصلہ سنوں۔ بیوی کی مرضی ہے کہ وہ آئے یا نہ آئے۔ اگروہ میرے ساتھ رہنے کوتیار ہے تووہ بصد خوشی آئے۔

چشم ماردشن دل ماشاد

لیکن اگر ایسا نہیں کرنا چاہتی تومیں جبرنہیں کرسکتا۔ آپ فرمائیے آپ بچوں کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

جج شمبھوپرشاد۔ بچے تمہیں ہرگز نہیں مل سکت فرمایا تھا۔ کہ سرکار انگلشیہ سے حکمنامہ مل چکاہے۔ اورمہاراجہ صاحب نے بھی اس حکمنامہ کوتسلیم کرتے ہوئے بچوں کو میرے حوالہ کرنے کا فیصلہ کردیاہے۔ اب کیا کسرباقی ہے۔ مجھے تویوں معلوم ہوتاہے کہ اگرآپ بچوں کومیرے حوالہ نہیں کریں گے توآپ سرکارانگلیشہ اورمہاراجہ بہادردونوں کی نافرمانبرداری کریں گے۔

اس پر جج صاحب غصہ سے لال پیلے ہوگئے۔ باقی سب حاضرین حیران تھے۔ کہ اس شخص کویہ الفاظ کہنے کی جرات کیسے ہوئی ۔ بہتوں نے اُسے دل بھرکر غلیظ اورگندی گالیاں دیں۔ پھرجج صاحب نے کہا کہ میں بااختیارآدمی ہوں اورجتنی دفعہ

چاہوں تمہیں کچہری میں بلاسکتاہوں۔ بھلا تمہاری کیا ہستی ہے۔ تم میرا کیا بگاڑ سکتے ہو۔

اگلے دن جب کہنیا لال کچہری میں داخل ہوا تو جج صاحب نے فرمایا کہ تمہاری بیوی، بچوں کو تمہارے حوالہ کرنے کے لئے رضا مندی کے بغیر تمہیں بچے مل نہیں سکتے۔ پھرایک سپاہی کو بھیجا کہ اُسے شہر سے باہر نکال دے۔ دوسرا دن اتوار کا دن تھا۔ کہنیا لال اوراُس کا دوست کوڑے شاہ بہت تھک چکے تھے۔ اُنہوں نے آرام کیا۔ اورخدا کے سامنے اپنی کامیابی کے لئے دُعا کی۔ کہنیا لال نے تبدیلی مذہب اورتکالیف ومصائب کا سارا قصہ فقیر کوسنایا۔ فقیر وہ کہانی سن کر بہت حیران ہوا اور کہا اچھا آپ ہی اس ساری ہل چل اورشوروغل کے بانی ہیں۔ آپ کا ایمان قابلِ تعریف اورقابل تقلید ہے۔ جس خدا نے آج تک آپ کوتقویت اورہمت عنایت کی۔ وہ آئندہ بھی آپ کی اعانت فرمائے گا۔

کہنیا لال : ریاست جموں وکشمیر کی طرف سے یہ حکم نافذ ہوا ہے کہ جو کوئی ہمیں اپنے گھر میں پناہ دے گا۔ وہ سزا کا مستوجب ہوگا۔ آپ ہمیں پناہ دے رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ حکومت کا نزلہ آپ پر گرے۔

فقیر: کچھ پرواہ نہیں ، میں اس دنیا میں تن تنہا ہوں۔ میرے بیوی بچے نہیں اوراگر خدا نخواستہ کچھ ہوا تومیں تمہارا بال بھی بیکا نہ ہونے دونگا۔ میں تمام ذمہ داری اپنے اُوپر لوں گا۔

اگلے دن چند لوگ فقیر کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اگرتم یہ چاہتے ہوکہ مہاراجہ تمہیں اس جگہ سے اٹھا نہ دے تو ان کرانیوں کونکال دو۔ فقیر نے کہا کہ نہ تومیں خود یہاں سے جاؤں گا۔ اورنہ ہی اُن کو نکالوں گا۔ اوریہ بھی کہا کہ اب میں تمہارے گاؤں میں خیرات مانگنے کے لئے نہیں آیاکروں گا۔

جب سوموار کو کہنیا لال کچہری میں حاضر ہوا ۔ تو پنڈت جی سخت ناراض ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ کل تم یہاں کیوں نہیں آئے تھے۔ اورپھرخوب گالیا ں دیں۔

کہنیا نے کہا۔ حضور کا سبت کا دن تھا۔ اورہمیں اُس دن کوئی کام کرنا روا نہیں اورآپ کو ایسی گندی گالیاں دینا زیبا نہیں ۔ چھوٹے لوگ ایسے کیا کرتے ہیں۔ ماشائی اللہ آپ یہاں کے جج ہیں۔

یہ سن کر پنڈت جی کے غصہ کی انتہا نہ رہی اُنہوں نے کہا کہ میں تمہیں اورتمہارے دوست کوقید کرنے کا حکم دوں گا۔

کہنیا نے کہا جناب آپ کا مرتبہ بلند ہو۔ لیکن میں نے کیا قصورکیا ہے۔ جس کی وجہ سے میں اس سزا کا مستحق ہوں۔ پنڈت جی نے اُنہیں پولیس کے حوالہ کیا اورپھرمہاراجہ صاحب کے پاس لے گیا۔ اورکہا مہاراج یہ لوگ مسیحی ہیں۔ جموں شہر کے بازاروں میں کھلم کھلا انجیل کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اورہمارے دیوتاؤں کے خلاف کفربکتے ہیں۔

مہاراجہ ۔ تم ایسا کیوں کرتے ہو۔

کہنیا لال۔ جناب آپ میرے آقا اور مالک ہیں اورمیں حضورکا خادم ہوں۔ آپ کان لگا کر میری عرض سنیئے ۔ پنڈت اوربرہمن کا درجہ ہندودھرم میں دیوتا کے برابر ۔ پنڈت جی ماشائ اللہ جج ہیں۔ اُنہوں نے پنڈت اورجج ہوکر، انصاف کی کرسی پرکرسی نشین ہوکرکھلم کھلا مجھے فحش گالیاں دیں اورمیں نے کہا کہ یہ آپ کے لئے زیبا نہیں ۔آپ جوسزا چاہیں دیں۔ لیکن ان سے پوچھئے کیا یہ سچ ہے یا جھوٹ۔

اس وقت مہاراجہ کے پاس ان کے وزیراعظم بھی تھے۔ اُنہوں نے پنڈت جی سے سوال کیاکہ کیا یہ سچ ہے۔ پنڈت جی کوہاں کہنے کے سوا اورکوئی چارہ نہیں تھا۔ تب وزیراعظم نے کہا پنڈت جی ایسا کرنا آپ کی شان کے شایاں نہیں۔ وہ غریب سچ کہتا ہے اُمید ہے کہ آئندہ آپ کسی کوایسی شکایت کا موقعہ نہ دیں گے۔

اس کے بعد پنڈت جی کو کہنیا لال کوگالیاں دینے کی جرات نہ ہوئی۔ اورنہ ہی کبھی ایسی بُری طرح سے پیش آئے۔

اس واردات کے بعد جب وہ عدالت کے کمرہ میں آئے۔ تو کہنیا کی بیوی بھی وہاں حاضر تھی۔ پنڈت جی نے کہا کہ تم اپنے بچوں کواُن کے باپ کے حوالے کرو۔کیونکہ سرکارِانگریزی کا یہی حکم ہے۔

اِس پراُس نے کہا کہ آپ نے مجھے ابھی ابھی کہا تھا۔ کہ میں اپنے بچوں سے ہرگز دست بردارنہ ہوں لیکن کچہری میں آکر اسکے برخلاف حکم دے رہے ہیں۔ یہ کیا معاملہ ہے۔ ایک ہی

شخص کو دو متضاد حکم دینا ہرگز مناسب نہیں۔ میں مرجاؤں گا لیکن اپنے بچوں سے دست بردار نہیں ہونگی۔

جب پنڈت جی کے ڈھول کے پول کھلنے لگے۔ تو آپ بہت کھسیانہ ہوئے۔ آخر ایک سپاہی کو حکم دیا۔ کہ کھنیا لال اور اُس کے ساتھ کو شہر سے باہر نکالو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ وہ اپنی آرام گاہ میں جاکر آرام کرنے لگے۔

دُوسرے دن کچہری میں جاتے وقت اُنہوں نے ایک نیا راستہ اختیار کیا۔ اتفاقاً اس راستہ میں اُنہوں نے ایک جگہ ایک پنجرہ میں دوشیروں کو دیکھا۔ جونہی وہ آگے بڑھنے کو تھے۔ مالک نے کہا جُوتی، اتار کر آگے آؤ۔

کھنیا لال ۔ کیوں ؟ کس لئے ؟

مالک۔ یہ شیر پاک جانور ہیں۔ ہم اِن کی پُوجا کرتے ہیں۔ جوتی نہ اُتارنا بے حرمتی ہے۔

کھنیا لال۔ لیکن ہم آپ سے اتفاق نہیں کرتے ہم شیر کو پاک جانور خیال نہیں کرتے۔ نہ اِس کی پوجا کرتے ہیں۔ ہم جوتی اُتار کر ان شیروں کو نہیں دیکھیں گے ۔

مالک : تو پھر آپ کون لوگ ہیں؟

کھنیا لال : میں مسیحی ہوں۔

مالک : مسیحی کس بلا کا نام ہے ؟

تب کھنیا لال نے مسیح کی منادی شروع کی۔ وہ منادی کر رہا تھا کہ محصول لینے والا وہاں آنکلا۔ اُس نے کہا میں اس کرانی کو جانتا ہوں ۔ اس کی وجہ سے جموں شہر میں یہ افراتفری ہے۔ ابھی تک اس کا مقدمہ عدالت میں جاری ہے۔ تب لوگوں کا اشتیاق اور بھی بڑھ گیا۔ وہ اِس نئے مذہب ۔اس کی مذہبی کتابوں اور اس کے بال بچوں کے بارے میں اور بھی جاننا چاہتے تھے۔ ایک جمِ غفیر اس کے اردگرد جمع ہوگیا۔ اکثر لوگ حیرت سے منہ کھولے اُس کا منہ تک رہے تھے۔

کھنیا لال نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور انسان کے گناہ اور نجات کی خوشخبری اور سیدنا مسیح کی زندگی پر ایک مفصل اور مدلل درس دیا۔

ایک مُنشی بھی اس جمگھٹے میں تھا۔ اُس نے کہا کہ تم کیوں پنڈت کے ہاتھ گرم نہیں کرتے۔ وہ معمولی رقم پانے پر خوش

ہوجائیگا۔اورتمہارے حق میں فیصلہ دیگا۔ ورنہ اِسی طرح خراب کرتا چلا جائیگا۔ حتیٰ کہ تم تھک کر انصاف کی اُمید چھوڑ بیٹھوگے۔

کہنیالال نے کہا ہم مسیحی ہیں اوررشوت نہیں دیتے۔ ہم راستی اورصداقت پر ہیں۔ سرکارِانگلشیہ میرے حق میں فیصلہ دے چکی ہے۔ مہاراجہ نے بھی اپنا فیصلہ میرے حق میں دے دیا ہے۔ پنڈت کواُن کا حکم ماننا ہی پڑے گا۔ اورمیں تھکنے کا نہیں۔ کہنیا اورکوڈے شاہ کچہری میں حاضر ہوئے توپنڈت پھر چیں بہ جبیں ہوکرپیش آئے۔ کہنے لگے کہ ہم نے سنا ہ تم بازارمیں منادی کرتے ہو۔ تب سید غلام علی شاہ نے کہا کہ یہ سچ ہے کہ جب کوئی شخص مسیحی ہوتا ہے تواُسے گائے اورسورکا گوشت کھانا پڑتا ہے۔

کہنیا لال نے کہا کہ یہ عجیب معاملہ ہے۔ ہندو سور کھاتے ہیں لیکن مسلمان ان کے درمیان رہتے سہتے ہیں۔ اورکچھ اعتراض نہیں کرتے۔ مسلمان گائے کا گوشت کھاتے ہیں لیکن ہندوان کے ہمسایہ بن کررہتے ہیں۔آپ کے اس سوال کرنے کے کیا معنی ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی غلطی فہمی کا شکاربن رہے ہیں۔ غیرمسیحی غلط فہمی کی وجہ سے ہمیشہ ایسی باتیں کہتے ہیں۔کسی نےآپ کے سامنے غلط بیانی کی ہے۔آج تک کسی شخص نے مجھے گائے یا سورکا گوشت کھاتے نہیں دیکھا۔ اورخدا کی بادشاہت کھانے پینے پر مبنی نہیں۔ سیدنا مسیح نے فرمایا کہ جوچیز باہر سے اندر جاتی ہے انسان کو ناپاک نہیں کرتی۔ لیکن جوچیزاندر سے باہر نکلتی ہے ۔ انسان کو ناپاک کرتی ہے۔ مثلاً گندی اورفحش گالیاں۔ بُرے کام وغیرہ۔

پنڈت جی نے پھر کہا کہ جاؤکل پھرکچہری حاضرہونا۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ اوراُنہیں جموں آئے ہوئے سترہ دن گذرچکے تھے۔ ان کے پاس جودام تھے خرچ ہوچکے تھے۔ سوکوڈے شاہ سیالکوٹ کوروانہ ہوا۔تاکہ وہاں کہنیالال کے دوستوں کوتمام حالات سے آگاہ کرے ۔ اورکچھ اورروپیہ خرچ کیلئے لائے۔

سینچر کو کہنیا لال پھربحسب حکم کچہری میں حاضر ہوا۔ اُس نے پنڈت جی سے کہا ۔ جناب عالی۔آپ میرے بچوں کومیرے حوالے کیجئے۔ اگرآپ کے خیال کے مطابق یہ انصاف

نہیں توایک کاغذ کے پرزہ پر اپنا فیصلہ لکھ دیجئے تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ سرکارِانگلشیہ اورآپ کے فیصلہ میں اختلاف ہے۔

پنڈت جی نے پوچھا۔ آج تم اکیلے عدالت میں کیسے آئے۔ تمہارا دوست کوڈے شاہ کہاں ہے؟ اُس نے کہا کہ وہ سیالکوٹ سے روپیہ اورخوراک لینے گیا ہے۔ پنڈت جی کہنے لگے۔اب تم اکیلے ہو۔ اب کوئی شہادت ہمارے خلاف نہیں۔ میں تم پر جھوٹا الزام لگا کر جوسزا چاہوں دے سکتا ہوں۔ بھلا تم کیا کرسکتے ہو۔ یہ سن کر کہنیا لال کے رونگٹے خوف سے کھڑے ہوگئے۔ لیکن وہ پھر سنبھلا اور کہنے لگا ۔ جوکچھ آپ فرماتے ہیں ۔ سولہ آنے درست ہے۔ کوئی انسان توشہادت نہ دے گا۔ لیکن پرماتما سب کچھ دیکھ رہا ہے ۔ کیا آپ اس سے نہیں ڈرتے۔ بے شک آپ میرے جسم کوبرباد کرسکتے ہیں۔ مجھے جسمانی سزا دے سکتے ہیں۔ لیکن میری روح آپ کے اختیارمیں نہیں۔

یہ سن کرپنڈت جی طیش میں آگئے۔ اور کہنے لگے اپنے منہ کو لگام میں رکھو۔ آج مجھے بہت ضروری کام ہیں۔ جب تک وہ ختم نہ ہوں۔ تم یہاں کھڑے رہو۔

جب عدالت ختم ہوگئی توپنڈت جی نے طنزاً کہا۔ تمہاری یہ ہستی اوراتنی لمبی زبان، بہت بڑھ بڑھ کرباتیں کرتے ہو۔ جاؤ کل پھر حاضرہو۔

کہنیا لال بے چارہ حیران تھا۔ اُس نے کہا ۔ حضوریہاں دورجج صاحبان ہیں۔ ایک ہندواوردوسرا مسلمان میں نے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا۔ اورمجھے تمام دن اس کچہری میں کھڑا رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اب آپ یہ فرماتے ہیں کہ میں بے نیل ومرام واپس جاؤں اورکل پھر حاضرہوں۔ یہ کیا انصاف ہے؟

پنڈت جی نے کہا۔ کہ تمہارا ایمان ہے کہ خدا ہر جگہ حاضروناضر ہے۔ بھلا وہ کیسے تمہارے بچوں کومیرے پنجے سے چھڑائے گا۔ اگرتم نے کوئی اورلفظ میرے خلاف کہا توتمہاری زبان کٹوادوں گا۔ اورتم کو ایسی سزا دونگا کہ عمربھریادرکھوگے۔ جاؤ آنکھوں سے دُور ہو کہنیا نے کہا۔ حضور کل سبت ہے اورمیری کچہری میں نہیں آسکتا یہ میرے مذہب کے خلاف ہے۔

پنڈت جی نے کہا۔ خواہ کچھ ہوتوتمہیں کل یہاں ضرور حاضر ہونا ہوگا۔ اگرتم حاضر نہ ہوگے۔ توحکم کی خلاف ورزی کرنے کے جرم میں سزا کے مستوجب ہوگے۔

کھنیا لال: بے شک یہ درست ہے۔ لیکن میرے لئے لازم ہے کہ پرماتما کے حکم کوانسان کے حکم پر ترجیح دوں۔ لہذاآپ مجھے معاف رکھیں۔ میں پرسوں حاضر ہوجاؤں گا۔

پنڈت جی پھرطیش میں آگئے۔ اوراس بات کا جواب دئیے بغیر سپاہی کو کہنے لگے۔ کہ اس موذی کو شہر سے باہر نکال دو۔

اتنے میں سید صاحب اورعدالت کے دوسرے معمولی افسروں نے کہاکہ اگریہ شخص کل کچہری میں حاضر نہ ہو۔ توآپ اسے بھاری سزا دیں۔ ورنہ یہ آدمی ہمیشہ ایسی گستاخی کرتا رہے گا۔ پنڈت جی نے قسم کھائی اوریہ کہا کہ اگریہ شخص کل یہاں حاضر نہ ہوا تو میں اسے لوہے کے چنے چبواؤں گا۔ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔

پنڈت شمبھو پرشاد کے دل کا بدلنا

(۱)

پولیس کانسٹیبل کھنیا لال کے ساتھ ہولیا۔ وہ غریب بھوک سے بے حال اورنڈھال ہورہا تھا۔ اُسے کہنے لگا مجھے کھانے کے لئے کچھ چنے تولینے دو۔ جواب ملا مجھے کچھ اعتراض نہیں۔ لیکن اگرمیں نے تمہیں اجازت دے دی اورکسی شخص نے رپورٹ کردی۔ تومیری خیر نہ ہوگی۔ کھنیا لال نے اپنا دکھڑا سنایا اورکہا میں صبح سے بھوکا ہوں۔ سارا دن کچہری میں کھڑا رہا۔ بھوک سے آنتیں قل ہو اللہ پڑرہی ہیں۔ میرے حال پر رحم کرو۔ میرے لئے چلنا محال ہے۔

تب اس کانسٹیبل کواس پر رحم آیا اوراُس نے اپنے آپ کوخطرے میں ڈال کرخود چنے خریدے اورشہر سے باہر نکال کر کھنیا لال کو دے دئیے۔

فقیر نے اس سے پوچھا کہ آج کیا فیصلہ ہوا؟

کھنیا لال نے کہا کہ میں تھک کرچور ہوچکا ہوں۔ صبح سے لے کر شام تک بغیر کسی قصور کے مجھے عدالت میں کھڑا رکھا

گیا۔ فقیر کو اس پر بہت ترس آیا وہ بازار سے اس کے لئے کچھ روٹی لایا۔ اور کہنیا لال کو کھانے کو دی۔ جب اُسے ہوش آیا۔ تو اُس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ فقیر نے کہا بھائی خداوند کریم بہت زورآور عظیم الشان خدا ہے۔ وہ بڑے بڑے ظالموں کا دل بدل سکتا ہے۔ آؤ ہم دعا کریں تاکہ وہ اس فرعون کا دل بدلے۔

ع۔ جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

دعا کرنے کے بعد فقیر اپنی کٹیا میں چلا گیا۔ اور خراٹے بھرنے لگا۔ لیکن کہنیا لال بے چارہ سو نہ سکا اُس پر اُداسی اور ناامیدی طاری تھی۔ اس نے کہا کہ پنڈت نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں عدالت میں کل حاضر نہ ہوں تو وہ مجھے پٹوائے گا۔ وہ میرا دشمن ہے سب لوگ مسیحیت کے دشمن اور مسیح سے متنفر ہیں۔ پنڈت جتنی شہادتیں چاہے میرے خلاف حاصل کرسکتا ہے۔ انصاف کو کچل کر سرکار انگلیشہ کو خبر بھیج سکتا ہے۔ اب انسان سے انصاف اور فریاد رسی کی درخواست کرنا پرلے درجے کی حماقت ہے۔ اے پروردگار تو ہی میرا مددگار ہے۔

(۲)

تمام جہان پر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ دنیا کے لوگ خواب کے مزے لوٹ رہے تھے۔ عالم پر سکونت طاری تھا۔ جب کہنیا لال اس خدا کے دربار میں حاضر ہوکر دعا مانگ رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا کہ اے خدا میں سچائی اور صداقت کو پسند کرنے کے باعث مصیبت زدہ بے بس اور لاچار ہوں۔ کوئی انسان میرا مددگار نہیں۔ اے خدا مجھے اور میرے بیوی بچوں کو مسیح کے لئے بچا پنڈت اور سید ظالم حاکم ہیں۔ اُن کے پنجے سے ہمیں بچا وہ صبح تک رو رو کر نہایت عاجزی سے خدا کے حضور میں دعا کرتا رہا۔

اتوار کو جب وہ دعا کر رہا تھا۔ اور بائبل پڑھ رہا تھا۔ تو ایک بڑا گروہ اس کے گرد جمع ہوگیا۔ کہنیا لال نے اُن کے سامنے مسیح کی نجات کی خوشخبری پیش کی۔ ایک شخص نے کہا کہ جو کچھ تم کہتے ہو۔ وہ تو سچ ہے۔ لیکن یہ انسانی طاقت سے باہر ہے۔ کہ انسان اپنے ماں، باپ، بیوی بچوں کو چھوڑ کر تمہاری طرح تکالیف

اورمصائب برداشت کرتا رہے۔ جموں کی عدالت سے انصاف کا مطالبہ کرنا حماقت اورجہالت ہے۔

شام کو فقیر نے کہنیا لال کوکھانے کے لئے مدعو کیا۔ لیکن وہ غریب اپنے بچوں کی مصیبت ۔ جج کی ناراضگی اوراُس کے قسم کھانے کے واقعہ کویادکرکے سخت اُداس تھا۔ اوررنج وغم کے باعث کچھ کھا نہ سکا۔ رات بھر پھردعا کرتا رہا۔ لگے دن اس نے سارا سامان جمع کیا۔ اورکچہری کوروانہ ہونے سے پہلے فقیر سے یوں خطاب کیا۔ خدا جانے میں آج شام واپس آؤں یا نہ آؤں۔ شاید جج مجھے قید کردے۔ یا قتل کرنے کا حکم دے۔ معلوم نہیں مجھ پر کون کون سے جُرم لگائے جائیں گے۔ اگرمیں آج واپس نہ لوٹوں توسکاٹ گڑھ میں جس طرح ہوسکے خبرکردینا۔ میرے پاس صرف تین آنے ہیں۔ یہ لودوآنے۔ یہ راستہ کی روٹی کے لئے ہیں۔ بے شک اس سے کیا بنے گا۔ لیکن میں مجبوراورمعذورہوں۔ اگرمیں بچ کرآگیا اوراپنے مُدعا میں کامیاب ہوگیا توضروربرضرور سکاٹ گڑھ میں اپنے گھر کے ساتھ تمہارے لئے ایک گھر بنواؤں گا۔ فقیر نےوعدہ کیا کہ جوکچھ مجھ سے بن پڑے گا۔ اس سے دقیقہ فروگذاشت نہیں کروں گا۔

کہنیا لال کچہری کوجارہا تھا۔ کہ راستے میں اُس کا دیرینہ برہمن دوست جوجندراناں سے تھا۔ ملا۔ وہ کہنیا کی خراب وخستہ حالت دیکھ کر بہت غمگین ہوا اوراُسے چارروپے اُدھار دئیے۔اورنہایت محبت اورہمدردی وسرگرمی سے اس کے والدین اوربیوی بچوں کی کیفیت پوچھنے لگا۔

(۳)

آج سوموارکوہندوؤں کا کوئی تہوارتھا۔ اتوارکواعلان کیا گیا تھا۔ کہ تہوارکے باعث سوموارکوکچہری بندرہے گی۔ کہنیا کواس بات کا مطلقاً علم نہ تھا چنانچہ جب وہ کچہری میں پہنچا تو وہاں کوئی شخص نہ تھا۔ سوائے پنڈت جی کے۔

پنڈت جی نے نہایت نرمی اورمحبت سے کہا۔ کہنیا تم کیا کوئی ایسی تجویز پیش کرسکتے ہو۔ کہ تمہارے بچے تمہاری بیوی کی غیر حاضری میں تمہارے سپرد کئے جائیں۔ اوراس طرح تمہاری بیوی خودکشی کرنے سے بچ جائے۔

کھنیا لال نہایت نااُمیدی اورمایوسی کی حالت میں آیا تھا۔ وہ عدل وانصاف حاصل کرنے سے ہاتھ دھوچکا تھا۔ جب اُس نے یہ الفاظ سنے توہکا بکا رہ گیا۔ کچھ دیر تک حیرت کا مجسمہ بنارہا۔ اُس نے سمجھا میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ پھر ہوش سنبھال کر کہا۔ پنڈت جی پرسوں آپ مجھ سے اُس قدر خشم گیں تھے اورآج اتنے مہربان یہ کیا واردات ہے؟ کیا یہ سچ ہے یا میں خواب کے عالم میں ہوں۔ کیا آپ مجھ سے کھیل تماشہ کررہے ہیں ؟ اوراگرآپ سنجیدگی اورمتانت سے یہ کہہ رہے ہیں۔ تومیں کیا کہوں۔ بفضلِ خداآپ دانا اورعقلمند ہیں۔

(۴)

جج نے اِدھر اُدھر دیکھا اورپھر کہا۔ کل رات تم کیا کررہے تھے۔ یہ غریب پھر گھبرا گیا اورسوچنے لگا۔ کہ اب پنڈت جی ضرور مجھے سزا دیں گے۔

کھنیا لال: جناب کل رات مجھ پر رنج وغم طاری تھا۔ سومیں نے سارا دن اورساری رات خدا کے سامنے گریہ وزاری کی اوراپنی مصبت کی داستان اس سے بیان کی۔ پنڈت جی نے اس کا خوف، حیرت اورسراسمیگی دیکھ کر اسے تسلی دینا شروع کیا۔ اوراپنے پاس چبوترا پربٹھایا۔ وہ نہایت مہربانی، شفقت اورنرمی سے پیش آرہے تھے۔ اورکھنیا لال کی حیرت کی کچھ انتہا نہ تھی۔ پنڈت جی نے کہا کہ آج میرے ہاں بہت سے برہمنوں کی دعوت ہے اوراس لئے کچہری بھی بند ہے۔ میں صرف تمہاری ہی ملاقات کے لئے یہاں آیا ہوں۔ کل رات جب میں بستر پر لیٹا اورسونے لگا۔ توخواب میں دوآدمی میرے سامنے آکھڑے ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ اے نیک بخت اٹھ اوراُس آدمی کے بچے اُسے واپس دے۔ میں بستر سے اٹھا تووہ آدمی غائب ہوگئے۔ میں اِس پر غورکرنے لگا کچھ دیر کے بعد میں نے سونے کیلئے اپنی آنکھیں بند کیں توپھروہی دوشخص میرے سامنے آکھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے شمبھو پرتاب تم اس غریب شخص پر کیوں ظلم کررہے ہو۔ جب تمہیں حکمنامہ مل چکا ہے تواس معاملہ کوکھٹائی میں ڈالنے سے تمہاراکیا مقصد ہے۔

مجھ پرکیا گذری اورکس طرح رات کومیں کروٹیں بدلتا رہا۔ میں کتنا بے چین تھا۔ یہ ایک طویل کہانی ہے۔ مجھے ابھی ابھی

پنڈتوں اوربرہمنوں کے پاس جانا ہے۔ میں نے قسم کھائی ہوئی ہے۔ کہ تم پر خوب ظلم وتشدد کروں گا۔ اگرمیں نے اپنی قسم توڑی۔ تودرباری مجھ پرآوازے کسیں گے۔ اورمجھے طعن وتشنیع کریں گے۔ لیکن ان آدمیوں نے رات کومجھ اتنا ستایا کہ میں ایک لمحہ بھی نہ سوسکا۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ کچہری بند ہے۔ میں تمہارے بچے واپس کرنے کی غرض سے یہاں آیا ہوں۔

کہنیا لال کی یہ حالت تھی۔ جیسے کوئی شخص خواب میں ہوں۔ ابھی تک اُسے معاملہ کی سمجھ نہ آرہی تھی۔اِس وقت اس نےیہ محسوس نہ کیا تھا۔ کہ کل رات وہ خضوع وخشوع سے دعا کررہا تھا۔ دُعا مستجاب ہوئی اورغیبی طاقت نے پنڈت جی کو اُس کے بچے واپس دینے کی ہدایت کی۔

پنڈت جی نے کہا۔ تمہارا باپ، بھائی ، بیوی اورچھوٹے بچے یہاں جموں میں نظربند ہیں۔ کہنیا لال حیرت سے پوچھنے لگا۔ وہ نظربند ہیں۔ لیکن آپ نے مجھے کبھی نہیں بتایا۔ اورنہ کبھی اُن سے ملنے کی اجازت دی۔

پنڈت: ہاں یہ ٹھیک ہے۔ میرا خیال تھا کہ اگرہم تمہیں تمہاری بیوی سے ملنے کی اجازت دیتے تو شائد تم اسے سمجھا پھسلا لیتے۔ میں نے سالا ردیوسنگھ اورکونسل کے تمام ممبران نے قسم کھائی تھی کہ ہم تمہیں کبھی بھی تمہارے خاندان سے ملنے کا موقعہ نہ دیں گے۔ وقت کی تنگی کے باعث میرے لئے مشکل ہے کہ اس سارے معاملہ کوبالتفصیل بیان کروں ۔ دعوت تیارہے اورتمام برہمن گھرپربیٹھے ہیں۔ مجھے دیرہوگئی ہے۔ میں نے اس رات کو اس گتھی کوسلجھانے کا یہ طریقہ سوچا ہے۔کہ تمہارے باپ، بھائی ، بیوی اورکونسل کے ممبران کوکانوں کان خبرنہ ہو۔ تم میرے ساتھ میرے گھرپرآؤ۔ جہاں ایک منصف موجود ہوگا۔ وہ تمہیں ایک کانسٹیبل دے گا۔ جوتمہارے ساتھ جاندی جائے گا۔ جب وہ کانسٹیبل تمہیں اورتمہارے بچوں کو انگریزی علاقہ میں پہنچادے گا۔ تب تمہارے باپ، بیوی اور دوسرے رشتہ داروں کوقید سے آزاد کردیا جائیگا۔ میں نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ اپنی قسم توڑڈالوں۔ کیونکہ مجھے سخت تکلیف

ہوری ہے۔ وہ پرماتما جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ راست اورسچا ہے۔ وہ حقیقی مددگارہے۔

(۵)

تب پنڈت جی کہنیا لال کو اپنے دولت خانہ پرلے گئے۔ اورنہایت عزت واحترام سے بٹھا کر منصف صاحب کوبلایا۔ اوراُسے کہا کہ آپ ایک فرمان لکھ کر اورمہر کرکے ایک کانسٹیبل کے ہاتھ میں دے دیں تاکہ وہ کہنیا لال کے ساتھ جاندی تک جائے۔ اوروہاں اس کے بچوں کوساتھ لیکر انگریزی حدود تک پہنچادے۔

منصف صاحب نے چوں وچرا کرنا شروع کیا۔ لیکن پنڈت جی نے کہا یہ میرا حکم ہے۔ اس پر فوراً عمل کیا جائے۔

منصف صاحب: مجھے کہنیا لال کے ساتھ کچھ مذہبی گفتگو کرنے کی اجازت دی جائے۔ کیونکہ مجھے پورا یقین ہے کہ میں اس کی غلطی اُس پرثابت کرسکتاہوں پنڈت جی نے اُسے بصد مشکل اجازت دی۔ اس پر منصف صاحب نے کہنیا لال کو کہا کہ تم نے ہندؤدھرم چھوڑکر مسیحیت اختیارکرکے کیا حاصل کیا ہے۔

کہنیا لال: اگرارشاد ہوتوکچھ کہوں؟

منصف صاحب: ہاں تمہیں اجازت ہے۔

کہنیا لال: جناب ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی سب اس امر پرمتفق ہیں کہ ہمارے اعمال نیک ہونے چاہیں۔ یہودی، مسلمان، اورعیسائی اس بات پریقین رکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ پرتوریت نازل ہوئی۔ توریت بائبل کا ایک حصہ ہے اوراس میں دس احکام مندرج ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم خدائے واحد پر ایمان رکھیں۔ بُتوں کی پرستش نہ کریں۔ خداکا نام بے فائدہ نہ لیں۔ سبت کے دن کو پاک رکھیں۔ ماں باپ کی عزت کریں۔ زنانہ کریں، چوری نہ کریں۔ جھوٹی گواہی نہ دیں۔ اورکسی کی چیزکا لالچ نہ کریں۔ اب کتنے آدمی ہیں جواِن احکام پرعمل کرتے ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کہ بڑے بڑے نمازی اورپرارتھنا کرنے والے نیک اورپرہیزگارلوگ نمازپڑھتے ہیں۔ اورپرارتھنا کرتے ہیں۔ لیکن پھر جلد خدا کو بھول جاتے ہیں اور اپنے فعل، قول

اورخیال سے گناہ کرتے ہیں۔ اٹھتے بیٹھتے گناہوں کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ اُنہیں اس ارتکاب کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ کیسی افسوسناک بات ہے۔ چورچوری کرتے وقت بھی خدا سے دعا کرتے ہیں اورچوری کرنے میں خدائی مدد اور فضل کے طالب ہوتے ہیں۔ کیا یہ شرمناک حرکت نہیں۔ لیکن یادرکھئے۔ دروغ، گو، دغا باز، شرابی ماں باپ کے فرمانبردار بُت پرست کبھی بھی خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتے۔ خدا گنہگاروں کو معاف نہیں کرسکتا۔ کیونکہ یہ اس کے عدل اورانصاف سے دُور ہے کیا یہ سچ نہیں۔ اگرسچ ہے توآپ نے اپنی نجات کے لئے کیا کیا ہے؟ آپ کی مقدس کتاب میں گناہ کے متعددی مرض سے بچنے کے لئے کیا نسخہ تجویز کیا گیا ہے؟ انجیل مقدس میں لکھا ہے کہ جب خدا نے دیکھا۔ کہ سب گنہگار ہیں کوئی نیکوکارنہیں۔ توہمیں نجات دینے کے لئے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا۔ تاکہ جوکوئی اس پرایمان لائے۔ ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔ یوحنا ۳: ۱۶ مسیح ہماری خاطر قربان ہوا۔ اوراس کے مارکھانے سے ہم چنگے ہوتے ہیں۔ مسیح کے سوائے اورکوئی نجات دہندہ نہیں۔ کوئی گورویا فقیر،نبی یارسول ہمیں گناہوں سے نجات دینے پرقادرنہیں۔ صرف مسیح ہمیں بچاسکتا ہے۔ بشرطیکہ ہم سب کچھ چھوڑکراُسکے پیچھے ہولیں۔

منصف صاحب: مسیح نے تمہارے لئے کیا کیا ہے؟

کہنیا لال: اس نے اپنی جان فدیہ میں دے کرہماری جان بچائی ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ اس میں ایک ہوجائیں۔ اورگناہ میں مُردہ ہوکرپاکیزہ میں زندہ ہوں جوکوئی مسیح میں زندہ ہے وہ ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے۔

جناب آپ کوبھی اس کی پیروی کرنا چاہیے۔

منصف صاحب یہ سن کر بہت ناراض اورخشم گیں ہوئے اورگالیاں دینے لگے۔ کیا ہم سب نرک میں جائینگے پاس ہی ایک کانسٹیبل کھڑا تھا۔ اس نے کہا کہ اس کم بخت کرانی کو پکڑکر خوب مارو۔

کہنیا لال: (نہایت عاجزی سے) مجھے پٹوانے سے پہلے میری عرض سن لیجئے۔

جب اُسے پھر بولنے کی اجازت ملی تواُس نے کہا کہ جناب کا حکم ملنے پر میں نے یہ سب کچھ کہا۔ آپ نے مجھ سے سوال کیا کہ میں نے مسیحی ہوکر کیا حاصل کیا۔ اگرچپ رہوں توگستاخی ، اگر جواب دوں تومجرم ،آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ ناراض نہ ہوں گے۔ لیکن نہ صرف آپ ناراض ہیں بلکہ گالی گلوچ بھی دے رہے ہیں یہ وعدہ خلافی نہیں تواورکیا ہے۔ کیا یہ گناہ نہیں ؟ مسیح آپ کی طبعیت بدل سکتاہے ۔ حقیقی مسیحی گالی نہ دے گا۔ کیونکہ اُس کی زندگی بدل جاتی ہے۔

جب پنڈت جی نے یہ سارا شوروغل سنا تومنصف کے پاس غصہ سے بھرے ہوئے آئے اوراس پرخوب برس پڑے۔ اُسے حکم دیاکہ ابھی فرمان جاری کرو تاکہ میں پڑھوں اوراس شخص کوکانسٹیبل کے ساتھ جاندی کوروانہ کروں۔ تب فرمان لکھا گیا اوراس کی عبارت کودرست کرکے اس پر مہر کی گئی۔ جب کہنیا لال نے جج صاحب اورمنصف صاحب کوسلام کیا تومنصف کی آنکھیں غصہ سے آگ ہورہی تھیں۔ وہ کہنے لگا تم خوش قسمت آدمی ہو۔ اگرمیں مہاراج کا ملازم نہ ہوتا اورتم اس سرکاری حفاظت میں نہ ہوتے۔ تومیں ضرورتمہیں جان سے ماردیتا ۔ کہنیا لال نے کہا ۔ ہاں یہ درست ہے۔ انجیل مقدس میں لکھا ہے جوتلوار اٹھاتے ہیں تلوار سے مارے جائیں گے ۔ جب کہنیا لال باہر جارہا تھا۔ تواس نے پنڈت کواپنے لوگوں کویہ کہتے سنا کہ ان مسیحیوں کی برداشت اورحلم قابلِ تعریف ہے۔ اوردینی گفتگو میں کوئی اُن کا لگا نہیں کھاسکتا۔

کہنیا لال اب اُس کا نسٹیبل کے سپرد تھا اوروہ چاہتا تھا کہ جموں سے روانہ ہونے سے پہلے دریائے توی پر جنگل میں جائے اورفقیر سے ملاقات کرے۔ لیکن اُسے اجازت نہ ملی۔ کہنیا لال نے تین ہفتہ سے اچھا کھانا نہیں کھایا تھا اورنہ ہی اُسے آرام کی نیند مل سکی تھی۔ وہ بہت کمزورہورہا تھا۔ چند میل چلنے کے بعد اُسے بڑی تکلیف ہونے لگی۔ پاؤں میں چھالے پڑگئے۔ لیکن پھربھی بچوں کوملنے کی خوشی میں چلتا گیا۔ جاندی جانے کے لئے دوراستے تھے۔ کانسٹبیل نے لمبا راستہ اختیارکیا۔ کیونکہ راستہ میں وہ ایک رشتہ دار سے ملنا چاہتا تھا۔

حصُولِ مقصد

کہنیا لال کو چلتے چلتے رات ہوگئی۔ شام کو وہ ایک گاؤں میں پہنچا اورایک جولا ہے کے گھر میں گیا۔ وہاں ٹھہرنے کی درخواستکی۔ جولا ہے کی بیوی اس کودیکھ کرخوش ہوئی۔اور کہنے لگی میں نے مسافروں کے لئے کھانا تیارکیا تھا۔ اورافسوس کررہی تھی کہ کوئی مسافر نہ آیا پرماتما کا شکر ہے کہ تم آپہنچے۔ پھر کہنیا لال نے وہ کھانا کھایا۔ اورخدا کا شکر بجالایا۔ پھراس نے انجیل مقدس کوکھول کرخدا کاکلام پڑھا اوردعا مانگی۔ گھر کے لوگ بھی اس دُعا نمازمیں اس کے ساتھ شریک ہوئے۔ اورمسیح کے بارے میں پوچھنے لگے۔ کہنیا لال نے اُنہیں مسیح کی تعلیم اوراُس کی زندگی کے بارے میں بہت کچھ بتایا۔

رات کواُسے زیادہ تھکاوٹ اورکمزوری کے باعث بخارآگیا۔ گھر کے لوگوں نے اُس کی خوب خبرگیری کی۔جب بخارکا زورکم ہوا، تو کہنیا اٹھ کر بیٹھ گیا، گھر کی دوعورتیں نہایت خوش خلق، باسلیقہ اورنیک بخت تھیں۔ اس کے پاس آبیٹھیں، کہنیا لا ل نے پوچھا کہ پنڈت جی اوران کے چھوٹے بھائی کہاں ہیں۔ اُنہوں نے کہاکہ وہ آج کل جموں میں ہیں۔ وہاں ایک مشہورمقدمہ چل رہاہے اوروہ اس کا فیصلہ سننے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔

کہنیا لال: کون سا مشہورمقدمہ؟

ایک عورت: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جندراناں تحصیل، ظفروال، ضلع سیالکوٹ کے دوہندوکرانی ہوگئے ہیں۔ اُن میں سے ایک کا نام کہنیا لال ہے۔ جس کی بیوی اوربچوں کولوگوں نے چھین کر جاندی میں نظربند کردیا تھا۔ خاوند حیران وپریشان تھا۔ بہت جتن کئے۔ لیکن کچھ نہ بن پڑا۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ اس نے دعویٰ دائرکردیا۔ سرکارِانگلشیہ سے مہاراجہ کوحکمنامہ ملا کہ کہنیا لال کے بچے واپس کئے جائیں۔ کچھ دن گذرے جب اُس کے باپ بھائی اوربیوی کو جموں کی کچہری میں طلب کیا گیا۔ جموں کو جاتے ہوئے وہ پارٹی ہمارے ہاں ٹھہری۔ بیوی کی حالت نہایت خراب وخستہ تھی۔ گود میں چھوٹی بچی تھی۔ اورپہاڑ سالمبا راستہ اس پر طرہ یہ کہ چھوٹی لڑکی سخت بیمار تھی اورقریب المرگ ، بیچاری ماں تمام رات روتی اورآنسو بہاتی رہی۔ اُس کی

حالت قابل رحم تھی۔ پنڈت جی کو اُن پر ترس آگیا۔ اوروہ اُن کو لوگوں کے ساتھ جموں لے گئے۔

یہ تمام کہانی سن کر کہنیا لال کے دل کی عجیب حالت ہورہی تھی۔ سینہ میں جذبات کا طوفان موجزن تھا۔ وہ اپنے جذبات کوروک رہا تھا۔ لیکن روک نہ سکا پھوٹ پھوٹ کر رویا۔ اُس کا رونا سن کران عورتوں میں یہ حوصلہ نہ تھا۔ کہ اُس سے پوچھیں اس رونے کی کیا وجہ ہے۔ پھر کہنیا لال نے کہا کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس کی واردات تم نے سنائی ۔

صبح سویرے یہ خبرآگ کی طرح اس گاؤں میں پھیل گئی اورعلی الصبح آدمیوں، عورتوں اوربچوں کا ایک جمگھٹا اُس کے گرد جمع ہوگیا۔ لوگ کہنے لگے۔ یہ کہنیا لال ہے جس نے اپنے آباؤ اجداد کا مذہب اوربیوی بچوں کو چھوڑکر کرانی مذہب اختیار کرلیا ہے۔ جب اُنہوں نے اُس کی خراب وخستہ حالت دیکھی توبعضوں کو اُس پر ترس آیا۔ اوربعضوں نے کہا کہ حقدار راحق رسید ، یہ مصیبت اُس نے جان بوجھ کر اپنے اُوپر لے رکھی ہے اوروہ یہ نہ کرتا تویہ دکھ نہ بھرتا۔ کہنیا لال نے ہمت باندھ کران لوگوں کومسیح کی خوشخبری سنائی۔

جب وہ جاندی پہنچا توقلعہ کے افسر نے کہا ۔ کہ تم کیوں کرانی (مسیحی) ہوگئے ہو۔ کہنیا لال کا دل اپنے بچوں کو ملنے کے لئے بے چین اوربیقرار ہورہا تھا۔ لیکن مسیح کی گواہی دینے کا یہ بھی بہت اچھا موقع تھا۔ اُس نے اس موقع کوغنیمت جان کر مسیح کی منادی کی۔ پھر اُس افسر نے کہاکہ تمہارا ایمان برحق ہے اورعقیدہ راست لیکن اتنی قربانی اورایثارکرنا آسان کام نہیں۔

کہنیا لال کے بچے سالا دیوسنگھ کے بیٹے بھیم سین کے پاس تھے۔ کیونکہ دیوسنگھ ان دنوں وہاں موجود نہ تھا۔ بھیم سین ظلم اورستم میں باپ سے بھی بڑھ چڑھ کر تھا۔ بڑے میاں توبڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ اس پر طرہ یہ کہ وہ سپاہی جس کے پاس پنڈت شمبھوپرشاد جج جموں وکشمیر کافرمان تھا۔ کہنیا لال کے جاندی میں آنے سے تین دن بعد پہنچا۔ اس عرصہ میں بھیم سین اور جاندی کے لوگوں نے جوظلم وستم اس غریب پرکئے۔ اُنہیں سن کر جسم کے رونگٹے

کھڑے ہوجاتے ہیں۔ قسم قسم کے طعن وتشنیع کئے ۔ اُسے مارا پیٹا۔ اورکنوئیں سے پانی تک نہ پینے دیا۔ اُس کا ان تمام تکالیف کوبرداشت کرنا معجزے سے کم نہیں۔ لیکن اس نے اپنے دلدار مسیحا اوربچوں کیلئے اُن مصائب کوبرداشت کیا۔ جب بچوں نے اپنے باپ کودیکھا تووہ خوشی سے ناچنے اورکودنے لگے۔ دوبچے سخت بیمار تھے۔ کانسٹیبل کےآتے ہی تمام بچے باپ کو مل گئے۔وہ ان بچوں کوٹوکرے میں ڈال کرجاندی سے روانہ ہوا۔

یہ اگست کا مہینہ تھا۔ ان دنوں سخت گرمی پڑرہی تھی۔ وہ رات کے وقت سفرکرتا تھا اوردن کے وقت آرام۔

اتوارکے دن صبح کے وقت کہنیا لال اپنے بچوں سمیت سکاٹ گڑھ میں داخل ہوا۔ سب مسیحی جوان لوگوں کے لئے ان تمام دنوں دعا کرتے رہے۔ ان کودیکھ کر باغ باغ ہوگئے۔ اُسے گلے لگ لگ کر ملے۔ خوشی سے اُن کی آنکھوں میں آنسو ٹپک پڑے۔

کچھ دنوں کے بعد اس کی بیوی بھی اُس کے پاس آکررہنے لگی۔ بہت دیر تک اس نے مسیحیت کواختیار نہ کیا۔ بلکہ اُس پر اعتراضات کی بوچھاڑبرساتی رہی۔ لیکن آخر کارخدا نے اُس کا دل بدلا اوراُسے یقین ہوگیا۔ کہ سوائے مسیح کے اورکوئی شخص نجات دے نہیں سکتا۔ اُس نے درخواست کی اوربپتسمہ لیا۔ کہنیا لال باپ کی طرح سکاٹ گڑھ کانمبردار بن گیا۔ خدا کے فضل سے اُس کے بیٹوں اوربیٹیوں نے اچھی تعلیم پائی۔ پادری گنڈا مل صاحب کہنیا لال صاحب کے فرزند ارجمند ہیں۔ اُنہوں نے پنجات میں مسیحیت کی اشاعت کرنے میں کوئی دقیقہ فردوگذاشت نہ کیا۔

کہنیا لال کے تین پوتوں نے جرمنی اورامریکہ میں جاکر فلاسفی کی اعلیٰ ڈگریاں حاصل کیں۔ اورآج وہ ہندوستان میں ممتاز ہستیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے دوسرے پوتے پوتیاں بھی اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر فائزہیں۔

"تم پہلے خدا کی بادشاہت اوراُس کی راستبازی کی تلاش کرو، تویہ سب چیزیں بھی تمہیں مل جائیں گی" (متی ۶: ۳۲)۔

۱۹۱۳ئی میں کہنیا لال خداوند مسیح میں سوگئے۔ اُن کی قبر سرگودھا میں ہے۔ لیکن حقیقی مسیحی کبھی نہیں مرتا وہ ابدتک زندہ رہتا ہے۔

کھنیالال صاحب کا نام آسمانِ صداقت پر ہمیشہ تک ایک درخشندہ ستارہ بن کرچمکتا رہے گا۔ اُنکی قابلِ تقلید زندگی تمام ہندوستان اورپاکستان کے مسیحیوں کوایمان کی تقویت اورصبر واستقلال کا بیش قیمت سبق دیتی رہے گی۔ دعا ہے کہ اس برعظیم ہندوستان اورپاکستان میں بہت سے پولوس رسول ،مقدس استفینس مقدس فرانسیس اورایلڈر کھنیالال پیدا ہوں۔ تاکہ اُن کے ذریعے یہ ملک مسیح کے لئے جیتا جائے۔